ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور پاکستان

مفلس

بیادگار
حضرت مولانا مفتی محمود
رحمۃ اللہ علیہ

حافظ غلام قادر صاحب

رجم احکام شرعی کی روشنی میں

صوبہ پنجاب کے ضلعی امرا کے اجلاس میں
حضرت درخواستی اور مولانا عبید اللہ انور پر اعتماد کا اظہار

۱۵ مئی تا ۲۱ مئی سنہ ۱۹۸۱ء — شمارہ ۲۰ — قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

حضرتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہی جہان، جو ویراں تھا پہلے بن کی طرح
تم آگئے تو بہار آگئی چمن کی طرح

سخن کسی کا نہیں ہے ترے سخن کی طرح
نہ انجمن ہے کوئی تیرے انجمن کی طرح

خدا گواہ تمہارے ہی خیر مقدم کو!
یہ کائنات سجائی گئی دُلہن کی طرح

ضرور ان سے میں دیتا ترے بدن کی مثال
جو پھول ہوتے ملائم ترے بدن کی طرح

مہک گئی ہیں وہ راہیں جدھر سے تم گزرے
تمہارے جسم کی خوشبو ہے یاسمن کی طرح

ترا وجود ہے اک ماہتاب کی صورت
نبی تمام ہیں تاروں کی انجمن کی طرح

جو شعر تیری صفت میں ہو کیوں نہ دے خوشبو
گلاب و لالہ و نسرین و نسترن کی طرح

سید امجد گیلانی شیخوپورہ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۴ شمارہ ۲۰

جمعۃ المبارک ۳ رجب تا ۹ رجب ۱۴۰۱ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

پبلشر مولانا عبید اللہ انور

بھارت میں مسلم کش فسادات
اور
ملت اسلامیہ کی ذمہ داری

جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور بھارتی پارلیمنٹ کے رکن مولانا سید محمد اسعد مدنی نے بہار شریف میں مسلسل فسادات کی سخت مذمت کی ہے۔ وزارت داخلہ کی مشاورتی کمیٹی کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مدنی نے مختلف ملازمتوں میں مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک کو بھی افسوسناک قرار دیا

روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے مطابق انہوں نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ بہار شریف میں فسادات ختم کرانے کے لئے مؤثر اور فوری اقدامات کرے۔ مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مدنی نے کہا کہ الٰہ آباد کی مسجد میں سؤر کا گوشت پھینکنے کی تحقیقات جس مسلمان سب انسپکٹر نے کی تھی اسے فوری طور پر وہاں سے تبدیل کر دیا گیا اور سازش کو منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ ایسے واقعات سے انتظامیہ کی نیت مشتبہ ہوتی ہے۔ اس طرح فوج سے ایک مسلمان وائرلیس آپریٹر کو داڑھی رکھنے کی وجہ سے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ (بحوالہ نوائے وقت لاہور ۷ مئی ۱۹۸۱ء)

بھارت میں ان دنوں مسلم کش فسادات کی ایک بار پھر لہر آئی ہوئی ہے اور اخباری اطلاعات کے مطابق بہار شریف اور مارہرہ وغیرہ میں تادمِ تحریر پچاس سے زائد مسلمان اس دہشت گردی کی نذر ہو چکے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد سے مسلم کش فسادات بھارت میں معمول بن چکے ہیں اور کوئی سال خالی نہیں جاتا جب فرقہ پرستی کا جنون بھارت کے کسی نہ کسی حصہ میں مسلمانوں کے خون کے ساتھ ہولی نہ کھیلتا ہو لیکن بھارتی حکومت سیکولرازم کے تمام تر دعاوی کے باوجود ان فسادات کی راہ روکنے میں کامیاب نہیں ہے۔

ہر بار ایسا ہوتا ہے کہ مظلوم مسلمانوں کا خون گلیوں، بازاروں میں بہہ جانے کے بعد بھارتی حکومت کی مشینری بظاہر حرکت میں آتی ہے۔ سیکولرازم کا سبق تقاریر و بیانات میں ایک بار پھر دہرایا جاتا ہے۔ تحقیقات کی بات چلتی ہے، مسلمانوں کو صبر و حوصلہ کی تلقین کی جاتی ہے اور قصہ اگلے فسادات تک کے لئے اٹھ جاتا ہے۔ اس مسئلہ کا مستقل حل کیا ہے؟ اور بھارتی مسلمانوں

کی جان و مال اور آبرو کے تحفّظ کا قابلِ اعتماد نظام کیسے وضع کیا جاسکتا ہے؟ یہ بات حکومت پاکستان، مسلم حکومتوں اور عالمی مسلم اداروں کے سوچنے کی ہے۔ عالم اسلام اور مسلم حکومتوں پر بھارتی مسلمانوں کا حق صرف اتنا نہیں ہے کہ ہر فساد کے موقع پر ان کی حمایت میں بیانات چھپ جائیں، بھارتی حکومت سے رسمی احتجاج ہوجائے اور امداد کے لئے کچھ رقم بھیج دی جائے۔ آئے دن فرقہ وارانہ فسادات کی چکّی میں پسنے والے مظلوم بھارتی مسلمانوں کا عالمی مسلم برادری پر حق اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس حق کی ادائیگی ملّت اسلامیہ کا شرعی، ملّی اور اخلاقی فرض ہے۔

ہم حکومت پاکستان، مسلم حکومتوں اور عالمی مسلم اداروں بالخصوص رابطہ عالم اسلامی اور مؤتمر عالم اسلامی سے یہ گذارش کریں گے کہ بھارتی حکومت کے ساتھ سنجیدہ بات چیت کے ذریعہ ایک ایسے خودکار نظام کے قیام کی طرف پیش رفت کی جائے جو فرقہ وارانہ فسادات کی راہ میں ٹھوس رکاوٹ بن سکے ورنہ ملّت اسلامیہ کی گردن پر بھارتی مسلمانوں کا خون بدستور قرض رہے گا اور محض احتجاجی بیانات اس قرض کی روزافزوں شدت کو کم نہیں کرسکیں گے۔

بلدیہ جھاوریاں کا مستحسن فیصلہ:

اخباری اطلاعات کے مطابق جھاوریاں ضلع سرگودھا کی بلدیہ نے ایک فیصلہ کے تحت بلدیہ کی حدود میں کسی بارات کے بینڈ باجے کے ساتھ گذرنے اور شادی بیاہ کے موقع پر ریکارڈنگ اور لاؤڈسپیکر کے استعمال وغیرہ پر پابندی لگادی ہے۔

شادی بیاہ اور خوشی کی دیگر تقریبات میں بینڈ باجے، ریکارڈنگ لاؤڈ سپیکر، حد سے زیادہ روشنی اور اس قسم کے دیگر مظاہر شرعاً ممنوع اور حرام ہونے کے ساتھ ساتھ معاشی اور معاشرتی لحاظ سے بھی انتہائی نقصان دہ امور ہیں۔ بے پناہ دولت کا ضیاع ہوتا ہے۔ اخلاقی اقدار مجروح ہوتی ہیں اور نمود و نمائش کے رسیا لوگ دل میں کڑھتے ہوئے بھی ان رسوم کی تکمیل کے لئے قرضوں کا بوجھ اٹھانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ معاشرہ میں دولت اور معیار زندگی کی اندھی دوڑ نے ہر شخص کو سود و زیاں کے احساس سے بیگانہ کردیا ہے اور پوری قوم گرد و پیش سے بے خبر ہوکر دولت کے ضیاع، اسراف اور اخلاقی انارکی کی شاہراہ پر بگٹٹ دوڑے جارہی ہے۔

ہمارے جیسی ترقی پذیر اور معاشی مصائب و مسائل سے دوچار قوم کے لاکھوں افراد کو بیرون ملک روزگار حاصل ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھا بشرطیکہ بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کی قومی سطح پر راہنمائی کا نظام قائم کرکے ان کی کمائی کو قومی اور نفع بخش مصارف پر لگانے کا اہتمام ہوجاتا۔ لیکن یہاں کیفیت یہ ہے کہ بیرون ملک محنت و مشقت کے ساتھ کمائی ہوئی دولت کا اوّلین مصرف ٹیلیویژن، ٹیپ ریکارڈر فریج اور وی۔سی۔آر دوسرے نمبر پر مکان اور تیسرے نمبر پر شادی بیاہ کی تقریبات میں حد سے زیادہ فضول خرچی اور نمود و نمائش ہے۔

اونچے گھرانوں میں وی سی آر کے ذریعہ فحش فلموں کی پھیلتی ہوئی وبا اور بارونق بازاروں میں چیختے چنگھاڑتے میوزک سنٹر قوم کے اخلاقی مستقبل کا جو نقشہ دکھاتے ہیں اس کے تصور سے ہی دل کانپتا ہے۔

ان حالات میں بلدیہ جھاوریاں کا یہ فیصلہ اگرچہ "نقار خانے میں طوطی کی آواز" ہے تاہم اس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ ایک شہر میں قوم کے منتخب نمائندوں نے راہنمائی کی ذمّہ داری کا احساس کرتے ہوئے صحیح سمت قدم اٹھایا ہے اور دوسرے شہروں کے لئے مثال قائم کی ہے۔ ہم بلدیہ جھاوریاں کو اس مستحسن فیصلہ پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس کے فیصلہ پر عملدرآمد اور کامیابی کے لئے دعاگو ہیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

بلدیہ چوہڑکانہ کا جائز مطالبہ

چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ کی بلدیہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ گذشتہ دنوں چوہڑکانہ کے معزز شہریوں پر پولیس کے مبیّنہ تشدّد کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے اور تشدّد کے ذمّہ دار افسران کے خلاف کاروائی کی جائے۔ قرارداد کے مطابق چند روز قبل مقامی انتظامیہ نے فرقہ وارانہ کشیدگی کے ایک اتفاقی واقعہ کی آڑ میں شہریوں پر لاٹھی چارج کیا۔ چیئرمین بلدیہ اور وائس چیئرمین سمیت متعدد شہریوں اور علماء کرام کو حراست میں لے لیا۔ ان پر تھانہ میں ناقابلِ بیان تشدّد کیا اور اس تشدّد پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ "الذوالفقار" نامی دہشت پسند تنظیم کے ارکان ہیں حالانکہ تشدّد کا نشانہ بننے والے بیشتر افراد دینی جماعتوں کے راہنما اور محب وطن شہری ہیں۔ بلدیہ کے علاوہ چوہڑکانہ کی انجمن آڑھتیاں اور کریانہ مرچنٹس ایسوسی ایشن نے بھی اسی نوعیت کی قراردادیں منظور کی ہیں۔

ان قراردادوں میں تشدّد کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ حد درجہ افسوسناک ہیں اور ہم حکومت پنجاب سے گذارش کریں گے کہ یہ تفصیلات نظرانداز کرنے کے قابل نہیں۔ اس قسم کے واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوششیں نتائج کے لحاظ سے مثبت نہیں ہوا کرتیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ ان واقعات کی عدالتی تحقیقات کرا کے ذمّہ دار افسران کے خلاف کاروائی کی جائے اور عوام کو مطمئن کیا جائے۔

وزارت اطلاعات کے حکام سے

۵ مئی کو رات دس بجے سے کچھ پہلے ریڈیو آن کیا تو لاہور ریڈیو اسٹیشن سے کھیلوں کی باتیں ہورہی تھیں اور ایک محترمہ انٹرویو کے انداز میں کھیلوں میں عورتوں میں عورتوں کے کردار پر بحث کر رہی تھیں۔ دورانِ گفتگو ان کا ایک جملہ مجھے یوں لگا جیسے وہ کہہ رہی ہوں کہ:

باقی صفحہ ۲۷ پر

حافظ محمد اکبر شاہ بخاری
جام پور

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اکابر علماء کرام کی نظر میں

مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کوئی محتاج تعارف نہیں۔ آپ ملتِ اسلامیہ کے عظیم فرزند اور ممتاز راہنما تھے۔ اس دور کے جیّد عالم دین۔ بہترین فقیہ، عظیم خطیب اور ملک و ملت کے عظیم قائد تھے۔ انہوں نے جو اسلامی اور ملّی خدمات انجام دی ہیں تاریخ انہیں کبھی فراموش نہیں کرے گی۔ ان کے فہم وفراست اور تدبّر وسیاست کے اپنے پرائے سب ہی معترف تھے۔ ذیل میں چند اکابر و مشائخ اور معاصر علماء کرام کے مختصر تاثرات درج کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کی شخصی عظمت اور خدمات جلیلہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکے۔

مفتی اعظم پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ سابق صدر مفتی دار العلوم اپنے دور کے محدث عظیم، عظیم الشان مفسر، بہترین محقق اور بے مثال فقیہ تھے، بلکہ تفسیر و فقہ کے امام تھے۔ ان کا علم و فضل و تقویٰ اور خلوص و للّہیت مسلّم تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی رحلت پر اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا تھا کہ:

"مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی وفات کی خبر سن کر شدید صدمہ پہنچا ہے وہ دیوبند کی ایک عظیم یادگار تھے۔ ان کے علمی کارنامے اور ان کا عمل اسلامی دنیا کے لوگوں اور نوجوانوں کے لئے مشعلِ راہ بن کر زندہ رہیں گے۔ آپ جیسا جیّد عالم دین اور فقیہ النفس اب مشکل ہی پیدا ہوگا۔"[1]

حضرت مفتی اعظم پاکستانؒ نے مفتی محمود صاحبؒ کے دورِ اقتدار میں جب مفتی محمود صاحبؒ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے اور صوبہ سرحد میں مفتی صاحب نے شراب پر پابندی اور دوسرے قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا اعلان کیا تو حضرت مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب نے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"مولانا مفتی محمود صاحب نے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کا حلف اٹھانے کے بعد صوبہ میں شراب پر پابندی اور قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا جو اعلان کیا ہے یہ درحقیقت اس حلف نامے کی تعمیل کا ایک حصہ ہے جو ہر مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا ہے اور جو پاکستان بننے کے فوراً بعد پورے ملک میں ہونا چاہیئے تھا۔ میں اس اقدام پر مولانا مفتی محمود اور ان کی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس اعلان پر جلدی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"[2]

حکیم الاسلام حضرت مولانا

قاری محمد طیب قاسمی مدظلہٗ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دار العلوم دیوبند اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اس وقت ہمارے اسلاف کی عظیم یادگار ہیں اور ایک عظیم محقق محدّث اور عارف کامل ہیں۔ گذشتہ چند برس پہلے جب حضرت قاری صاحب مدظلہم ملتان تشریف لائے تو خیر المدارس کے علاوہ قاسم العلوم بھی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا مفتی صاحب نے ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں فرمایا کہ:

"حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ اسوقت پوری دنیا کے اسلام کے عظیم اسکالر ہیں اور ہمارے بزرگوں کے علم و تقویٰ کا زندہ نمونہ ہیں۔ ان کی شخصیت ہمارے لئے سرمایۂ

---

[1] ماہنامہ البلاغ کراچی ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

[2] ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۵ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

حیات ہے یہ

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ تاریخ دارالعلوم دیوبند میں ممتاز فضلائے دیوبند کا تعارف کراتے ہوئے مفتی صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"آپ کی شخصیت علمی حلقوں میں بہت زیادہ معروف ہے اور اس وقت پاکستان کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ حق گوئی میں بے باک ہیں۔ پارلیمنٹ میں آپ کی تقریریں شرعی اور عصری معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہوتی ہیں اور آپ پاکستان میں ممتاز فضلاء دیوبند میں سے ہیں۔"[۲]

محدث عصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رح

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب حضرت علامہ بنوری قدس سرہ کے محب و محبوب تھے۔ حضرت مفتی صاحب ماہنامہ بینات کے بنوری نمبر میں اپنے تفصیلی مضمون میں حضرت علامہ بنوری صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا بنوری رح دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر فرزند اور میدان علم و عمل کے شہسوار تھے۔ وہ ہمارے بزرگ دوست تھے، ساتھی تھے، مخلص مشیر تھے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رح کے شاگردوں میں جو عظمت مولانا بنوری کو نصیب ہوئی وہ کم ہی لوگوں کے حصہ میں آئی۔"

حضرت علامہ بنوری، حضرت مفتی صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

"انتہائی شکر گزاری کا مقام ہے کہ سرحد کی وزارت اعلیٰ پر فائز ہونے کا ایک ایسی شخصیت کو منجانب اللہ موقع ملا ہے جس کی طویل زندگی کا پورا حصہ درس و تدریس میں گذرا ہے وہ ایک دینی و علمی درسگاہ کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس بھی ہیں۔ صاحب بصیرت و باذوق فقیہ ہیں۔ محقق عالم ہیں، صاحب قلم ہیں۔ مجالس عامہ میں اظہار مافی الضمیر پر عمدہ قدرت رکھتے ہیں۔ سیاسی داؤ پیچ سے بخوبی واقف ہیں، دینی سیاست کے ماہر ہیں۔ منصب کے بھوکے نہیں جاہ و منصب پر ایسا شخص برسر اقتدار نہیں آیا اور اس شخص نے اپنی دینی و سیاسی ذہانت کا لوہا منوایا ہے۔"[۱]

خطیب الاسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رح

خطیب الاسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رح دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے اور ایک عظیم محقق۔ جلیل القدر مفسر اور شہرۂ آفاق خطیب تھے۔ اپنے حسن صورت، حسن سیرت اور حسن خطابت میں بے نظیر تھے۔ گو حضرت مولانا تھانوی رح اور حضرت مفتی صاحب میں سیاسی اختلاف تھا، مگر دونوں بزرگ ایک دوسرے کے علم و فضل اور خدمات جلیلہ کے معترف تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت علامہ محمد تقی عثمانی ایم اے ایل ایل بی فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے درمیان جو سیاسی اختلاف رہا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، لیکن ایک روز گفتگو کے دوران حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمایا:

"مولانا احتشام الحق صاحب سے ہمیں سیاسی معاملات میں بہت اختلاف رہا ہے لیکن ان کی اس بات کی ہمیشہ قدر رہی ہے کہ انہوں نے کبھی کسی رعب یا لالچ میں آکر دینی مسائل کے بارے میں کوئی مصالحت نہیں کی اور کبھی کسی حکومت کے ساتھ ان کا خواہ کتنا ہی اشتراک عمل رہا ہو، لیکن جب کبھی کسی دینی معاملے کا سوال آیا تو مولانا تھانوی نے کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ عائلی کمیشن میں وہ تن تنہا تھے لیکن انہوں نے وہ اختلافی نوٹ لکھا جو مشہور و معروف ہے۔ الحمدللہ علماء دیوبند کی یہ خصوصیت ہے کہ دینی مسائل کے معاملے میں وہ پختہ ہوتے ہیں۔ مولانا تھانوی رح بھی اپنے مسلک کے سخت پابند تھے۔"[۱]

اسی طرح جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے اور جب آپ نے شرعی قوانین کا اعلان کیا تو حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ نے اپنے ایک بیان میں فرمایا کہ:

"حکومت صوبہ سرحد نے شراب پر پابندی۔ قمار بازی اور دوسرے غیر شرعی کاموں پر جو پابندی لگائی ہے وہ لائق تحسین کام ہے، لہذا مرکزی حکومت کو بھی چاہیئے کہ پورے ملک میں اسی طرح غیر شرعی اور حرام چیزوں پر پابندی لگائے اور ملک بھر میں اسلامی قوانین جاری کئے جائیں۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کا یہ اقدام قابل مبارکباد ہے۔ خدا تعالیٰ پورے ملک میں اسلامی احکامات نافذ کرنے

---

۱ روزنامہ امروز ملتان

۲ تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۸۳

۱ ماہنامہ بینات کراچی جولائی ۷۲ء

۱ ماہنامہ البلاغ کراچی محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

کی توفیق عطا فرمائے۔"[1]

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

حضرت شیخ القرآنؒ کی شخصیت علمی و دینی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ اسلام کے عظیم مجاہد۔ حق گو عالم دین اور بہترین محقق تھے ان کی دینی، علمی اور تبلیغی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کے سانحہ ارتحال پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

"مولانا غلام اللہ خانصاحب مرحوم کی وفات سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ وہ اسلام کے عظیم مبلغ اور نڈر مجاہد تھے۔ ان کی تفسیر قرآن۔ مدرسہ تعلیم القرآن عظیم کارنامے ہیں۔ انکا مجاہدانہ کردار اسلامی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔"[2]

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ حضرت مفتی صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"دیوبند کے ایک عالم نے اپنی حکومت سے یہ ثابت کر دیا کہ مملکت کے امور کو علماء دوسرے لوگوں سے زیادہ احسن طریقے پر انجام دے سکتے ہیں"[3]

شمس العلماء حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

شمس العلماء حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی مدظلہم العالی دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں اور پاکستان کے چوٹی کے صاحب سواد اور استعداد علماء میں سے ہیں۔ عرصہ تک جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شیخ التفسیر رہے اور ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزری ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں:

حضرت علامہ افغانی مدظلہ اکابر دیوبند کی یادگار ہیں اور آپ کا علم و فضل علماء کی صف میں مسلّم ہے اور آپ اس وقت عظیم محقق۔ محدث۔ مفسر۔ مدبر اور مایہ ناز فاضل و عالم ہیں اور اپنی پیرانہ سالی کے باوجود بھی دینی و علمی خدمات میں مصروف رہے ہیں۔"

اسی طرح علامہ افغانی صاحب مدظلہ بھی حضرت مفتی صاحبؒ کے فہم و فراست اور تدبر و سیاست کے معترف رہے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

"مولانا مفتی محمود صاحب علم و حکمت میں پچاس جید علماء سے بڑھ کر ہیں۔"؎

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

حضرت مولانا درخواستی صاحب اس دور کے بزرگ علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ رہے ہیں اور اسوقت شیخ طریقت اور جامع شریعت ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے سانحہ ارتحال پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"مولانا مفتی محمود صاحب ہمارے قابل فخر علماء میں سے تھے۔ ان کی رحلت نے کمر توڑ دی ہے وہ ایک زبردست عالم دین فقیہ اور بلند پایہ سیاستدان تھے۔

ان کی رحلت ایک عظیم نقصان ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے۔"

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں اور اس وقت پاکستان کے چند گنے چنے اکابر علمائے کرام میں آپ کا شمار ہے جو درحقیقت محتاجِ تعارف نہیں۔ عرصہ دراز سے آپ درس حدیث دے رہے ہیں اور آپ کی طرف طالبانِ علم کا بے پناہ رجوع ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے مخلص ترین بزرگ ساتھیوں میں سے ہیں اور تبحر علمی اور زہد و تقویٰ میں سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی وفات پر اپنے تعزیتی کلمات میں فرماتے ہیں کہ:

"عالم اسلام اور سیاسی دنیا کے عظیم مفکر، علمی میدان کے شہسوار اور مشکلات گتھیوں کو کھولنے والا علماء کے گروہ میں ایک عظیم مشعل دین۔ اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کرنے والا۔ علماء کے رتبہ کو قوم کے سامنے واضح کرنے والا۔ حق و انصاف پر فیصلہ کرنے والا، اظہار حق میں خوف نہ کرنے والا۔ اقتدارِ حکومت سے نہ دبنے والا۔ دنیا اور دولت کے خزانوں کو ٹھکرانے والا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی رحلت تمام ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔"

شیخ الحدیث والتفسیر

---

[1] بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی

[2] روزنامہ نوائے وقت ملتان

[3] ماہنامہ الرشید ساہیوال

؎ الرشید ساہیوال مفتی نمبر

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی مدظلہ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی مدظلہ علمی و دینی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ اس وقت پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر ہیں۔ پوری علمی دنیا آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کرتی ہے اور بقول حضرت مولانا مفتی صاحب کہ:۔

"اپنے علم وفضل اور اخلاق وعادات میں اپنے والد مکرم شیخ المحدثین حضرت علامہ محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کے صحیح علمی وارث اور جانشین ہیں۔ پاکستان کے جید علماء میں سے ہیں اور حدیث وتفسیر میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔"

حضرت مفتی صاحب کے سانحہ ارتحال پر اپنے تعزیتی پیغام میں فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی وفات کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ وہ ملک وملت کے عظیم مذہبی اور سیاسی راہنما تھے۔ ان کی وفات علمی اور سیاسی حلقوں کا عظیم سانحہ ہے۔ ابھی تو مولانا احتشام الحق صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب کی جدائی کا زخم تازہ تھا کہ مولانا مفتی محمود صاحب بھی داغ مفارقت دے گئے۔ حق تعالےٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے۔

حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری مدظلہ

حضرت بخاری صاحب مدظلہ فاضل دیوبند اور پاکستان کے ممتاز عالم ہیں۔ تنظیم اہلسنت والجماعت کے سربراہ ہیں۔ ایک بہترین خطیب، ادیب اور متعدد علمی وتاریخی کتب کے مصنف ومؤلف ہیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

" مولانا مفتی محمود صاحب ملت اسلامیہ کے عظیم فرزند اور قائد تھے۔ ان کا سیاسی تدبر مشہور ومعروف ہے اور ان کی دینی وملی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ جرأت وبیباکی سے باطل نظریات کا مقابلہ کیا اور ہمیشہ حق گوئی اور جرأت سے کام لیا۔ ان کی وفات سے تمام علمی ودینی اور سیاسی حلقوں کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ابدی آرام وراحت نصیب فرمائے" آمین۔

سیرت کانفرنس

نامہ نگار خصوصی لاہور۔ مدرسہ عزیزیہ حنفیہ تعلیم والقرآن کے زیر اہتمام جامع مسجد، دہلی روڈ، صدر بازار، لاہور کینٹ، میں دوسری سالانہ سیرت کانفرنس نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت نظام العلماء کے مرکزی راہنما مولانا محمد اجمل خانصاحب مدظلہ نے فرمائی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ دنیا میں جتنے بھی انبیاء ورسل اور مصلح وریفارمر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ سب سے بلند وبالا ہے۔ آپؐ کو صرف نبوت ورسالت سے ہی سرفراز نہیں فرمایا گیا بلکہ ختم نبوت کا تاج بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سر پر سجایا گیا۔ پوری انسانیت کے لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا اسوۂ حسنہ قابلِ اتباع قرار دیا گیا۔ آج ہم مسلمان دنیا میں ایک ارب ہونے کے باوجود ذلیل وخوار اور قعر مذلت میں گرے ہوئے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو ترک کر کے اپنے ذاتی مفادات اور نفسانی اغراض وخواہشات کو قابلِ اتباع ٹھہرالیا۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اللہ نے ہمارے اسلاف کو دنیا کی امامت وقیادت کے لئے منتخب کیا تھا، لیکن اس کے برعکس آج ہم مسلمان افرادی کثرت کے باوجود سامراجی طاقتوں کے دست نگر ہیں اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنے کا نتیجہ دنیا کی امامت وقیادت سے محرومی کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

انہوں نے کہا ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت نے شرعی حدود کے قیام کا جو آغاز کیا ہے دیگر شرعی حدود کے علاوہ مرتد کی شرعی حد کا اجراء بھی کرے تاکہ آئندہ ملک میں کوئی شخص ارتداد کا ارتکاب نہ کرے

مولانا صالح محمد حضروی نے کہا کہ اللہ نے آپؐ کو کائنات کا دولہا بنا کر بھیجا۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کی نجات اخروی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت دونوں لازمی ہیں۔ امام اہلسنت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول چاند اور مریخ میں بھی اگر کوئی مخلوق آباد ہو تو اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وختم نبوت پر ایمان لائے بغیر اور آپ کی محبت اور اتباع کے سوا نجاتِ اخروی حاصل نہیں ہوگی۔

کانفرنس سے عبدالرؤف چشتی، مولانا محمد ابراہیم حسین احمد قاسمی، نذیر احمد سیال و دیگر علماء نے خطاب فرمایا۔

معین اقبال خان کندیاں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دینی اور اصلاحی کارنامے

مفکرین اسلام میں جتنی شہرت اور مقبولیت حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی وہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔ علماء اسلام کا ایک طبقہ ان کو اپنے عہد کا مجدد تسلیم کرتا ہے۔ ایک بلند پایہ عالم، حق آگاہ فلسفی، عظیم المرتبت صوفی اور زبردست مجتہد کی حیثیت سے ساری دنیائے اسلام ان کی عظمت کی معترف ہے۔ امام صاحبؒ کے افکار و نظریات نے جمہور اسلام کے دلوں پر ایسے نقوش ثبت کئے جن کے اثرات صدیوں سے قائم ہیں۔ وہ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے۔ ایک طرف علوم اسلامی پر ان کا تبحر اور وسعت نظر مسلّم تھی تو دوسری طرف فلسفہ میں انکی موشگافیوں نے ایک انقلاب برپا کر دیا، اسی کے ساتھ ساتھ ایک ماہرِ تعلیم کی حیثیت سے انہوں نے ہر دور کے ماہرینِ تعلیم سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کے تعلیمی اصول و نظریات کو عہدِ حاضر کے ترقی یافتہ اور ممتاز علماء و فضلاء نے اپنایا۔ امام غزالیؒ نے مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر غور و فکر کی نظر ڈالی۔ سیاست و حکمت کی صحیح راہ دکھائی۔ علم اخلاق اور فلسفۂ اخلاق کی مقید عقلی و نقلی تشریحات پیش کیں جن کو عوام و خواص سب ہی نے بتدریج قبول کیا، جدید علم کلام کی بنیاد بھی ان ہی کی رکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے فلسفہ کی اصلاح کی۔ ابتدا میں یونانی فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا، لیکن غور و فکر کے بعد ان نظریات کا قوی دلائل سے ابطال کیا جو اسلامی تعلیمات و عقائد کے برعکس تھے۔ اسی لئے فلاسفہ کا ایک بڑا گروہ ان کا مخالف ہو گیا۔ امام صاحبؒ نے بڑی جرأت و ہمت سے کام لیا اور ان مروّجہ عقائد و خیالات اور غلط نظریات پر بے لاگ تنقید کی جو تعلیمات اسلام کے خلاف تھے اور جنکا شکار خود بڑے بڑے علماء امت بھی ہو چکے تھے۔ بے عمل علماء اور گمراہ صوفیاء کے لئے انکی تحریریں تازیانۂ عبرت تھیں، اسی لئے ان پر کفر کے فتوے بھی لگائے گئے۔ انکی تصانیف جلائی گئیں اور ہر طرف ان کی مخالفت کے طوفان اٹھانے کی کوششیں کی گئیں لیکن مخالفین کی یہ سرگرمیاں بے سود رہیں، اور غلط فہمیوں کے بادل چھٹتے دیر نہیں لگی۔ ایک تھوڑے عرصے میں امام صاحبؒ ساری دنیائے اسلام کے محبوب ترین رہنما سمجھے جانے لگے۔ اسلامی دنیا عام طور پر ان کے خیالات سے متأثر ہوئی اور مسلمانوں کے عقائد پر امام صاحبؒ کا رنگ غالب آیا۔

امام غزالیؒ غزالہ ضلع طوس (ایران) میں سنہ ۵ھ، ۱۰۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ علامہ شبلیؒ نے ابن خلکان کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام صاحبؒ ضلع طوس کے مقام طاہران میں پیدا ہوئے تھے اور غزالہ نام کا کوئی گاؤں طوس میں نہیں ہے۔ چونکہ امام صاحبؒ کے والد سوت فروش تھے اور عربی میں غزل کے معنی کاتنے کے ہیں اس لئے عربی نسبت کے قاعدہ کے مطابق ان کو غزالی کہا جاتا ہے۔

امام صاحبؒ کا نام محمدؒ، کنیت ابوحامد لقب حجۃ الاسلام اور عرف غزالی ہے۔ ان کے والد ماجد غریب آدمی تھے اور سوت کات کر گزر بسر کرتے تھے۔ خود اَن پڑھ تھے اور صوفیاء کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق تھا ان کی دلی تمنا تھی کہ ان کی کوئی اولاد نرینہ ہو جو علم و فضل کے گہوارہ میں تربیت پائے اور اس کے لئے وہ کبرسنی کے باوجود بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور امام صاحبؒ پیدا ہوئے اور آپ کے بعد آپ کے دوسرے بھائی احمد غزالی پیدا ہوئے جو بلند پایہ عالم اور خوش بیان واعظ گزرے ہیں۔

امام صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی۔ باپ کے سایۂ عاطفت سے جلد محروم ہو گئے، مگر باپ کی وصیّت کے بموجب ان کے ایک دوست نے امام صاحبؒ اور ان کے چھوٹے بھائی کی تعلیم و تربیت اپنی سرپرستی میں کی۔ بنیادی تعلیم کی تکمیل کے بعد نیشاپور کا رخ کیا جو اس عہد میں دنیائے اسلام کا سب سے بڑا علمی مرکز تھا۔ وہاں کے عظیم الشان مدرسہ نظامیہ میں امام الحرمین ابوالمعالی جوینیؒ صدر مدرس تھے۔ امام غزالیؒ ان کے

حلقۂ درس میں شامل ہو گئے اور اپنی خداداد ذہانت وذکاوت کے باعث امام الحرمین کی نظر میں ممتاز بن گئے۔ یہاں فقہ وحدیث، علم وکلام اور مقدمات فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ اٹھائیس سال کی عمر میں علوم متداولہ میں کمال حاصل کر کے اپنا حلقۂ درس قائم کر چکے تھے اور ان کی علمی قابلیت اور غیر معمولی ذہانت کی اچھی خاصی شہرت اسلامی دنیا میں پھیل چکی تھی۔ ۴۷۸ھ (۱۰۵۸ء) امام الحرمینؒ کا انتقال ہو گیا۔ امام صاحبؒ مشفق استاد کے انتقال کے بعد معسکر چلے گئے جہاں نظام الملک کا قیام تھا جو سلجوقی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا اور اپنی معارف پروری وعلم دوستی کے باعث ساری اسلامی دنیا میں معزز سمجھا جاتا تھا۔ اس نے امام صاحبؒ کی بہت قدر ومنزلت کی۔ اپنے دربار میں متعدد بار علمی مباحثے کرائے جن میں امام صاحبؒ کے مقابلہ میں اس عہد کے بڑے بڑے علماء وفلاسفہ آئے، مگر ان کے سامنے کسی کی علمیت کا چراغ نہ جل سکا نظام الملک کو اندازہ ہو گیا کہ دنیائے اسلام میں اس پایہ کا کوئی دوسرا عالم مشکل ہی سے ملے گا۔ اس نے مدرسہ نظامیہ بغداد کی صدارت آپ کو تفویض کی۔ یہ مدرسہ اس عہد میں دنیا کی سب سے بڑی دینی درسگاہ تھی، جہاں تمام مروجہ علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کا انتظام تھا۔ ۴۸۴ھ مطابق ۱۰۹۱ء کو امام صاحبؒ نظامیہ کی مسند صدارت پر متمکن ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے فضل وکمال کے باعث ارکین سلطنت سے زیادہ بااثر بن گئے۔ امام صاحبؒ کے حلقۂ درس میں تین سو طلبہ کی جماعت ہوتی تھی اور بڑے بڑے علماء وفضلاء بھی درس میں شریک ہوتے تھے۔ چار سال تک درس وتدریس کا یہ سلسلہ جاری رہا لیکن تلاش حق کی خلش رہ رہ کر بے چین کرتی تھی۔ پہروں غور وفکر میں رہتے تھے یہ خلش اتنی بڑھی کہ دنیاوی عظمت اور جاہ وجلال کو ٹھکرا دیا اور اتنے معزز عہدے سے استعفیٰ دے کر بے سروسامانی کے ساتھ ۴۸۸ھ میں بغداد سے چل کھڑے ہوئے اور ۴۹۸ھ تک پورے دس سال ادھر ادھر پھرتے رہے۔ بغداد سے دمشق گئے۔ وہاں سے شام کا رخ کیا۔ دو سال گزار کر بیت المقدس کی راہ لی۔ پھر حج کے لئے مکہ معظمہ پہنچے۔ وہاں سے اہل وعیال کی یاد وطن لے گئی اور وطن پہنچ کر عزلت گزینی اختیار کر لی۔ اپنی سب سے بڑی اور بلند پایہ تصنیف احیاء العلوم "اسی دس سالہ سیاحت میں مکمل کی۔ امام صاحبؒ کے دل میں تلاش حق کی ایسی خلش پیدا ہوئی کہ وہ دن رات غور وفکر میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی خود نوشتہ سوانح المنقذ من الضلال" میں لکھا ہے کہ نظامیہ بغداد کی صدارت کے آخری چھ ماہ بڑی بے چینی سے گزرے۔ ایک طرف دنیاوی جاہ وجلال کی کشش تھی دوسری طرف حق کی جستجو کی لگن۔ نظامیہ کی صدر مدرسی اس دور میں سب سے بڑا اور معزز عہدہ تھا مگر امام صاحبؒ نے چانک چھوڑ دیا اور فقر وافلاس کی زندگی اختیار کی اسی زمانہ سے ان کی زندگی کا عہد زریں شروع ہوا جس میں انہوں نے ایک مجدد کی حیثیت اختیار کی اور اپنی تحریروں اور تقریروں سے اسلام کی صحیح تعلیمات کو منظر عام پر لانے کی مسلسل جد وجہد کی۔ احیاء العلوم، کیمیائے سعادت اور دوسری بلند پایہ تصانیف پیش کیں، جن کی مقبولیت ان کی زندگی ہی میں حاصل ہو چکی تھی۔ المنقذ من الضلال میں امام صاحبؒ نے لکھا ہے کہ بیس سے پچاس سال کی عمر تک ظاہری، باطنی، فلسفی، متکلم، لامذہب ہر ایک سے ملا، ان کے عقاید کا سراغ لگایا، تحقیق کے شوق میں مختلف فرقوں کی کتابیں پڑھیں اور تلاشِ حق کا سلسلہ جاری رکھا۔ تصوف کی طرف ابتدا ہی سے رجحان تھا جب طبیعت اس طرف زیادہ مائل ہوئی تو شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر صوفی کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن سلوک کی منزلیں، نظامیہ بغداد کی ملازمت ترک کرنے کے بعد طے کیں۔ امام صاحبؒ نے جو انقلابی اصلاحات پیش کیں۔ ان کی مخالفت بھی بڑے زور وشور سے ہوئی حکماء وصوفیاء نے بھی مخالفت کی اور فلاسفہ ومتکلمین نے بھی، اور ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ شدت مخالفت میں ان کی تصانیف جلائی گئیں لیکن ان کی اصلاحات کی بنیاد حق پر تھی اس لئے دنیائے اسلام عام طور سے ان کے خیالات وافکار سے متاثر ہوئی اور مسلمانوں کے عقاید پر امام صاحبؒ کا رنگ غالب آیا۔ ۴۹۸ھ کے آخر میں گمراہانہ عقائد وخیالات کا بہت زور ہو گیا تھا۔ بااقتدار لوگوں کے باہمی اختلافات فلاسفہ ومتکلمین کی نوک جھونک کے اثرات عام مسلمانوں پر بھی پڑ رہے تھے۔ ان حالات نے امام صاحبؒ کو بے چین کر دیا۔ اتفاق سے نظام الملک کا بیٹا فخر الملک وزارت عظمیٰ پر فائز تھا اور دل میں دینی تڑپ رکھتا تھا۔ اس نے امام صاحبؒ کو دعوت دی کہ دوبارہ نظامیہ بغداد کی مسندِ صدارت پر رونق افروز ہوں۔ امام صاحبؒ نے بغداد کے بجائے نظامیہ نیشاپور کو پسند کیا اور ایک سال تک درس وتدریس و وعظ وتبلیغ میں مصروف رہے لیکن بدقسمتی سے ۵۰۰ھ میں فخر الملک ایک باطنی کے ہاتھوں شہید ہو گیا تو کچھ دنوں بعد امام صاحبؒ نے بھی ملازمت سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور بدستور اپنے وطن میں سکونت اختیار کر لی مگر شمع علم کے پروانوں کا ہجوم بھلا کیسے کم ہوتا، مجبوراً حلقۂ درس بھی جاری رہا اور تزکیۂ نفس اور سلوک کے مراحل بھی طے ہوتے رہے اور یہ سلسلہ آخری وقت تک قائم رہا یہاں تک کہ دنیائے اسلام کا یہ آفتابِ علم غروب ہو گیا۔ انتقال کے واقعہ کو آپ کے بھائی امام احمد غزالیؒ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ انتقال کے دن بعد نماز فجر آپ نے جائے نماز پر بیٹھے

باقی صفحہ ۲۴ پر

رواں دواں — زاہد بلند شہری

ٹریفک

آج کی دنیا میں چھوٹی بڑی سڑکوں پر رواں دواں ٹریفک بے ہنگم شور کے ساتھ پورے جوبن پر ہے۔ انسان نے آنے اور جانے کو "ٹریفک" کا نام دے دیا۔ یہ ٹریفک نظریات کی ہو یا مذہب کی! اس کے اصول وضع کر دیئے گئے۔ چھوٹے اصول بڑے اصول! پولیس کے اشارے! اور ڈرائیوروں کے اشارے۔ دائیں کے اشارے، بائیں کے اشارے! کہاں رُکنا ہے، کہاں چلنا ہے اور کہاں رُخ بدلنا ہے۔ غرض کہ سینکڑوں پابندیاں اور پیش بندیاں — چوراہے پر سیٹی بجی۔ ایک جانب کی پوری ٹریفک رک گئی۔ سیٹی پھر بجی، ٹریفک چلنے لگی — کروڑوں روپے کی مالیت کی یہ گاڑیاں اور ان میں موجود عقل و دانش اور ہوش و حواس کی دولت سے مالامال لوگ صرف اور صرف سفید قمیض اور نیلی پتلون میں ملبوس ایک شخص کے اشارے ہی سے حرکت کر سکتے ہیں۔ تاہم ہر موقع پر ٹریفک کنٹرول کرنے والے کی وردی کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ کبھی سرخ کبھی سفید اور کبھی بالکل نیلا۔ آثارِ قدیمہ بتاتے ہیں کہ وردی کا رنگ کبھی سبز بھی رہا ہے۔

* * *

اگر ٹریفک کنٹرولر نہ ہو تو کوئی بات نہیں پھر بتی سرخ ہو یا پیلی، پرواہ نہیں۔ گزرنے سے مطلب۔ کلب جانا ہے! دکان پر جانا ہے! فلم کا شو شروع ہو چکا ہوگا۔

قانون کی خلاف ورزی دھڑا دھڑ ہو رہی ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں، اس لئے کہ آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں۔ پولیس کا کوئی خوف نہیں، لیکن عالمی ٹریفک کا سپاہی ہر وقت مسلط رہتا ہے۔ اس کا خوف ہر وقت طاری رہتا ہے۔ اندرون خانہ ٹریفک کا یہ حال ایشیا کے بیشتر ملکوں میں ہے۔ ڈر ہے کہ بزعم خویش "ترقی یافتہ" قومیں اس میں مبتلا نہ ہو جائیں، مگر یہ کیوں کر ممکن ہے جبکہ دنیا کی ٹریفک تو خود اس کے حاکم کنٹرول کرتے ہیں اور دو سو سال سے کر رہے ہیں۔ خلاف ورزی ہوئی اس کا چالان کر دیا گیا۔ پتہ بھی نہ چلنے دیا۔ بڑی بھاری سزا سنائی!

گندم روک دی، یا کبھی قرض دے کر ہمیشہ کے لئے اپنا دستِ نگر بنا لیا۔ کیا یہ سزا غلامی سے کم تر ہے؟

مجھے یاد ہے ایک چوراہے پر دو سپاہی تھے۔ اتفاق سے ان دونوں میں ٹھنی ہوئی تھی۔ ایک سپاہی ٹریفک کو جانے کی اجازت دیتا تو دوسرا رکنے کی! ٹریفک حیران و پریشان ہے کس کا حکم مانے؟ تین سڑکوں والے اس سہ راستے پر عجیب منظر تھا۔ آخر کار کچھ ٹریفک دائیں طرف چل گئی۔ کچھ دوسرے سپاہی کا حکم مانتے ہوئے بائیں طرف چلی گئی۔ کچھ نے فیصلہ کیا نہ تو اس کی بات مانی جائے اور نہ اس کی۔ ان میں سے ایک نے پوچھا "پھر کیا کیا جائے؟"

"درمیان والے [illegible] ہیں" ایک نے جواب دیا۔

پھر سوال ہوا "یہ تو بڑا خطرناک راستہ ہے اور پھر دونوں سپاہی اس راستے پر جانے کے خلاف ہیں۔ چالان کر دیں گے۔ بہتر ہے کہ دائیں اور بائیں سڑک میں سے کوئی منتخب کر کے اس پر چلتے ہیں۔"

"نہیں ہمارے لئے درمیان والا راستہ ٹھیک ہے۔" جواب ملا

"خطرناک ہے تو کیا کم از کم ان دونوں کے حکم کی پابندی میں نہیں ہوں گے۔"

یہ بات کئی سمجھ گئے اور کئی اکثریت کا فیصلہ سمجھ کر ساتھ چل دیئے۔ جو فیصلہ جان کر ساتھ ہوئے تھے انہوں نے چلتے وقت دونوں سپاہیوں سے رازدارانہ گفتگو کی اور خوش خوش چلتے بنے۔ دائیں اور بائیں کا راستہ بھی نہ اپنایا اور چالان بھی نہ ہوا۔ دوہرا چالان! دوسرے چالان کی سزا صرف چند نے بھگتی۔ ان میں خوددار زیادہ اور دولت مند کم تھے۔ کیا دور آ گیا ہے کہ خوددار گھٹتے جا رہے ہیں اور خود غرض، بے ضمیر بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک ہی وقت میں ایک سپاہی گزرنے والے کو قانون کا پابند گردانتا ہے تو دوسرے کا چالان کر دیتا ہے۔

کیا طرفہ تماشہ ہے، کیا یہی حق پرستی ہے؟ کیا آزادی کا یہی مفہوم ہے؟

مجلس اشاعت اسلام

ڈیرہ دبئی

متحدہ عرب امارات

الحمد للہ متحدہ عرب امارات کی سب ہی آبادی مسلمان ہے ۔ کلمہ طیبہ اور اس کی حقیقت پر یقین و ایمان رکھتی ہے ، لیکن افسوس کہ اس کے باوجود بہت بڑی تعداد ایسے مسلمان بھائیوں کی ہے جو اسلامی تعلیمات سے غافل و بے بہرہ ہیں خاص کر اردو بولنے والے ہمارے وہ بھائی جو نہ تو عربی لکھ پڑھ سکتے ہیں نہ عرب علماء و خطباء کی تقاریر و خطبات سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان سے دینی مسائل پوچھ سکتے ہیں ۔ ایسے ہی بھائیوں تک کلمہ خیر پہنچانے اور ان کو کتاب و سنت کی تعلیمات حسنہ سے روشناس کرانے کے لئے کچھ مخلص و ایثار پیشہ احباب نے اکتوبر ۷۹ء میں یہ مجلس قائم کی ۔

اس نصب العین کی تحصیل و تکمیل کے لئے ہمارا لائحہ عمل یہ ہے :

ا۔ ایک تو قرآن پاک کی تفسیر اور حدیث رسول کی توضیح و تشریح کے لئے خاص حلقے منعقد کئے جایا کریں گے ۔ چنانچہ ایک عرصہ سے "جامع العزیز" میں ہفتہ کے پانچ دن روزانہ نماز مغرب کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عشاء کے بعد تفسیر قرآن پاک کا اہتمام و انتظام موجود ہے جبکہ ہفتہ کے باقی دو دن یہ دروس دوسرے مختلف مقامات پر ہوتے ہیں ۔ مجلس کے نگران سربراہ جو ایک مستند عالم دین ہیں عمدہ اور چھوتے انداز میں یہ مقدس خدمات انجام دے رہے ہیں ۔

ب : دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مجلس کی طرف سے ان درسوں کو ریکارڈ کیا جاتا ہے اور ان کیسٹوں سے دُور دراز کے ہمارے وہ دینی بھائی اور مائیں بہنیں بھی مستفید ہوتی ہیں جن کے لئے براہ راست ان درسوں میں شمولیت اور ان سے استفادہ مشکل ہے ، چنانچہ اس طرح ہماری اس مجلس کا اثر و فیض برصغیر پاک و ہند کے بھی مختلف علاقوں اور دور دراز خطوں تک پہنچ چکا ہے فللہ الحمد والشکر ۔

ج اس کے علاوہ عمومی وعظ و تبلیغ کے طریقوں سے بھی کلمۂ خیر پہنچانے کے لئے استفادہ کیا جاتا ہے ۔ بعض اوقات جہاں دوسری جگہوں میں ساتھیوں کی رائے ہوتی ہے یا جہاں سے دعوت و طلب آتی ہے وہاں بھی جانے کی کوشش کی جاتی ہے اور حسب ضرورت و موقع وہاں کلمۂ خیر پہنچایا جاتا ہے ۔

د۔ اسی طرح روزمرہ کی ضروریات سے متعلق سوالات و استفسارات کے ذریعہ بھی اپنے دینی بھائیوں کی خدمت کی جاتی ہے ۔

ہ : دینی موضوعات پر عمدہ دینی کتابوں کی راہنمائی و تعلیم کی خدمت سے بھی کام لیا جاتا ہے جو اصلاحی اور دینی نوعیت کی مفید کتابیں ہوتی ہیں ۔ سربراہ مجلس مسلمانوں کے ذوقی اور ذہنی مراتب کے لحاظ سے کئی مستقل اور اہم "تالیفات" کا گرانقدر عطیہ اسلامی لائبریری کو دے چکے ہیں مثلاً "معجزات خاتم الانبیاء" کے نام سے آپ کی ایک ایمان افروز کتاب حال ہی میں طبع ہوئی ہے ۔

اسی طرح مجلس کے سربراہ موصوف کی "تحفۂ علم و حکمت" کے نام سے ایک ضخیم کتاب بھی شائع ہو چکی ہے جس میں پچاس صحیح اور مختصر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمدہ اور مفصل و دلنشین شرح کی گئی ہے ۔ اسی طرح کتاب و سنت کی مقدس دعائیں" کے نام سے آپ نے ایک اور نئی کتاب کا مسودہ مکمل کر لیا ہے

و : مجلس کا یہ بھی خیال ہے کہ مولانا موصوف کے ان دروس کو کیسٹوں سے اوراق میں منتقل کر کے کتابی شکل میں پیش کیا جائے ۔ اگرچہ یہ بڑا کٹھن اور طویل کام ہے تاہم مجلس کا ارادہ ضرور ہے ۔

یہ مجلس خالص مذہبی اور اصلاحی نوعیت کی ہے ۔ اختلافات سے کنارہ کش رہ کر کام کرنا اس کا مطمح نظر ہے

عہدیداران مجلس

سرپرست و نگران اعلیٰ : جناب مولانا محمد اسحٰق خان صاحب زید مجدہ ، رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات و رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد جموں و کشمیر

صدر — جناب قاضی بشیر احمد صاحب

نائب صدر — غلام سبحانی صاحب

سیکرٹری — ضیاء اللہ صاحب ضیاء

اور اٹھارہ اراکین مجلس

طاہر رشیدی
مدیر معاون ماہنامہ الرشید ساہیوال

رجم
احکام شرعیہ کی روشنی میں

یہ درست ہے کہ قرآن مجید میں رجم کا حکم صراحتہً مذکور نہیں، مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کا انکار کردیا جائے جبکہ صحیح احادیث میں بکثرت اس طرح کی مثالیں موجود ہیں اور خود ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی صراحتاً رجم کا حکم موجود ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بہت پہلے اپنے زمانہ میں اس خدشہ کا اظہار فرما کر اس کی تردید فرمائی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:

لقد خشیت ان یطول الناس زمان حتی یقول القائل لا نجد الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا اللہ الا وان الرجم حق علی من زنی وقد احصن اذا قامت البینۃ او کان الحمل والاعتراف۔

مجھے خوف ہے کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد کہنے والے یہ کہنے پر نہ اتر آئیں کہ ہم کتاب اللہ میں "رجم" کا حکم نہیں پاتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوئی تو وہ اس فریضۂ منزل من اللہ کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہوجائیں گے۔ سن رکھو شادی شدہ زانی پر رجم حق واجب ہے جو ثبوت شرعی یا دلیل شرعی یا اعتراف جرم پایا جائے۔

(بخاری باب الاعتراف بالزنا)

اور نسائی شریف میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

انا لا نجد من الرجم بدًا فانہ حد من حدود اللہ الا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رجم ورجمنا بعدہ ولولا ان یقول قائلون ان عمر زاد فی کتاب اللہ ما لیس فیہ لکتبت فی ناحیۃ المصحف وشہد عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف وفلان وفلان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجم ورجمنا بعدہ (ابن کثیر)

زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ خوب سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا اور ہم نے آپ کے بعد بھی رجم کیا اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کہنے والے کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا تو میں قرآن کے کسی گوشہ میں اس کو لکھ دیتا اور عمر بن الخطاب گواہ ہے عبدالرحمٰن بن عوف گواہ اور فلاں فلاں صحابہؓ گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپؐ کے بعد ہم نے رجم کیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور آج اسوقت پاکستان جیسے ملک میں جسے کتاب وسنت کے نام سے حاصل کیا گیا تھا اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوئی تھیں رجم کے عدم حد کا نعرہ بلند کرنا بلکہ اس طرز پر سوچ وبچار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خدشہ اور پیش گوئی کے عین مطابق ہے۔

نیز عقل سے بھی رجم کی تائید ہوتی ہے کیونکہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا میں ضرور فرق چاہیئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ غیر شادی شدہ کو زنا کے ارتکاب پر کوڑے مارے جائیں اور شادی شدہ کو رجم کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ غیر محصن کے راہ راست پر آجانے کی کافی امید ہے کہ شادی کے بعد جنسی میلان کا راستہ کھل جائے گا اور اس میں بری عادات باقی نہ رہیں گی، مگر شادی شدہ سے جب یہ جرم سرزد ہوتا ہے تو خطرہ ہے کہ اس کا وجود مرض متعدی کی حیثیت اختیار نہ کر لے، اس لئے اچھا ہے کہ اس کے وجود سے معاشرہ پاک ہوجائے۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شادی شدہ کے بارے میں رجم ہی رہا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ

شریف کتاب الحدود صفحہ ۳۱۲ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

"عن ابی ھریرۃؓ قال أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل وھو فی المسجد فناداہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی زنیت فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتنحّٰ لشق وجھہ الذی اعرض قبلہ فقال انی زنیت فاعرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما شھد اربع شھادات دعاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابک جنون؟ قال لا فقال احصنت قال نعم یا رسول اللہ قال اذھبوا بہ فارجموہ قال فاخبرنی من سمع جابر بن عبداللہ یقول فرجمناہ بالمدینۃ فلما اذلقتہ الحجارۃ ھرب حتی ادرکناہ بالحرۃ فرجمناہ حتی مات

(متفق علیہ)

"ایک شخص رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ وہ آپ کو پکار کر کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر منہ پھیر لیا، وہ شخص اس طرف چلا گیا جس طرف آپ نے چہرہ انور پھیرا تھا، اور پھر کہا کہ میں نے زنا کیا ہے، آنحضرتؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اس طرح چار بار گواہی فراہم کر دیں تو آپ نے اسے بلا کر پوچھا کہ کیا تم کو جنون کی بیماری ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا کہ تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ اور آگے چل کر صراحت ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے فرمایا کہ ہم نے اسے مدینہ میں سنگسار کیا۔ جب اس پر پتھر پڑے تو بھاگنے لگا۔ ہم نے اسے حرہ میں پکڑ لیا اور وہیں سنگسار کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔"

حاصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لئے سنگسار کرنا طے کر دیا ہے جس کی کسی حال میں خلاف ورزی درست نہیں ہے۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک اسی پر عمل رہا اور یہی جمہور امت کا مذہب ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور تمام ائمہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے جس کا منکر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اس باب میں حضرت ماعز بن مالکؓ کا واقعہ بھی مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۱ میں صحیح مسلم سے مروی ہے جس روایت کے راوی حضرت بریدہؓ ہیں اور اسی روایت میں قبیلہ ازد کے بطن غامد کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو بھگا دیا۔ اس نے اگلے روز آکر پھر یہی کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کی طرح اس کے ساتھ معاملہ کیا اور فرمایا جب تیرے بچہ پیدا ہو جائے پھر آنا۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک بچہ دودھ پیئے اس وقت تک ہم رجم نہیں کریں گے۔ جب وہ بچہ ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا لینے لگا تو پھر حاضر خدمت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو ایک آدمی کے سپرد کیا اور اس کے بعد غامدیہ کے لئے رجم کا حکم فرمایا۔ ایک گڑھا کھودا گیا جو اس کے سینے کے برابر گہرا تھا۔ اس کے بعد انہیں رجم کیا گیا۔ ایک پتھر حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف سے اس کے سر پر پڑا جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور چھینٹے حضرت خالدؓ کے کپڑوں پر پڑے انہوں نے اس کو بُرا بھلا کہا تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ایسا نہ کہو، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل زمین پر تقسیم کر دی جائے تو مغفرت ہو جائے اور آپ نے خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

صحیحین میں روایت ہے کہ ایک غیر شادی شدہ مرد نے ایک شادی شدہ عورت سے ارتکاب زنا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو سو کوڑے لگوائے اور عورت کو سنگسار کر دیا۔

سورۂ نور کی آیت میں جو زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے لگانا مذکور ہے (جس سے رجم کے عدم حد ہونے پر دلیل پیش کی جاتی ہے) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تشریح و تصریح کی بناء پر غیر شادی شدہ لوگوں کے لئے مخصوص ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔ یہ تفصیل گو الفاظ آیت میں مذکور نہیں، مگر جس ذات اقدس پر یہ آیت نازل ہوئی خود ان کی طرف سے ناقابل التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے۔ اور صرف زبانی تعلیم و ارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد بار اس تفصیل پر عمل بھی (جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا) صحابہ کرامؓ کے مجمع کے سامنے ثابت ہے۔ اور یہ ثبوت ہم تک تواتر کے ذریعہ پہنچا ہے۔ اس لئے شادی شدہ مرد و عورت پر سزائے رجم کا حکم درحقیقت کتاب اللہ ہی کا حکم اور اسی کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ رجم سنت متواترہ سے قطعی الثبوت ہے کیونکہ کتاب اللہ کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ "سنت" ہے اور روز اول سے لے کر آج تک اس پر اجماع ہے۔ قرآن پاک سے سنت کی تائید ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل آیات قرآنی پر غور فرمائیں، ان سے سنت شریعہ کے شرعی ماخذ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

ما آتاکم الرسول فخذوہ

وما نہٰکم عنہ فانتھوا۔
(الحشر)

"رسول جو چیز تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روک دے رک جاؤ۔"

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الّا وحی یوحیٰ (النجم)

"نبی برحق جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ وہ تو وحی ہے جو ان کو کی گئی ہے۔"

ان آیات کی روشنی میں سزائے رجم کو دیکھا جائے تو رجم کے حد ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ماعزؓ اور دوسرے آدمی اور غامدیہ کو رجم کرنا گویا کتاب اللہ کا حکم ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
(النساء)

(ترجمہ) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بعینہٖ اللہ کی اطاعت کی۔"

وان تطیعوہ تھتدوا (النور)

اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤگے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ
(الاحزاب)

تمہارے لئے رسول کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا۔
(النساء)

"پس تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مؤمن نہیں ہوں گے جب تک وہ اپنے اختلافی معاملہ میں آپ کو اپنا حکم تسلیم کریں اور پھر آپ کے فیصلے سے تنگدل نہ ہوں (بلکہ) اس کو دل سے تسلیم کریں۔"

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم۔
(الاحزاب)

جب اللہ اور رسول فیصلہ کردیں تو کسی مومن مرد اور عورت کو اپنے معاملہ میں اختیار نہیں رہتا۔

ان آیات اور ان کے علاوہ اور دوسری بکثرت آیات سے اسلامی قانون میں سنّت شریفہ کا مقام ظاہر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آیات قرآنی کو وحی متلو اور احادیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا فرق صرف احادیث کے ثبوت کی وجہ سے ہے ورنہ اگر کوئی حدیث مشہور اور متواتر ہے — — — — — — — تو اس سے حکم قرآنی کو منسوخ ماننا جائز ہے اور اس کا حکم بھی وہی قطعیت والا حکم ہے مثلاً اوقات صلوٰۃ، ایک رکعت میں دو سجدے، مقدار زکوٰۃ نصاب زکوٰۃ وغیرہ امور حدیث ہی سے ثابت ہیں اور ان کو اسلام میں فرض کا درجہ حاصل ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام زمین پر اللہ تعالیٰ کی نمائندگی اور حاکمیت نافذ کرنے والے ہیں، ان کا کوئی قول و عمل اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور اس کے ایماء کے ہرگز خلاف نہیں ہوتا قرآن مجید میں صاف طور پر اعلان موجود ہے۔

ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ (انعام)

میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی گئی ہو۔"

قل انما اتبع الا ما یوحیٰ الیّ من ربی (اعراف)

آپ فرما دیجئے میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے۔

یعنی رسول کے تمام اقوال و افعال وحی الٰہی کے تابع ہیں۔ وہ کسی آن بھی نمائندہ خدا اور رسول خدا ہونے کی حیثیت سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ صفات لازمہ ہیں جن کا انفکاک ان سے محال اور ناممکن ہے۔

زنا جیسے جرم کے لئے ایسی ہی سزا کی ضرورت ہے جو اسلام تجویز کرتا ہے بلکہ ضروری قرار دیتا ہے کیونکہ اس جرم میں بے پناہ کشش ہے۔ طبعی طور پر آدمی ذرا سی رعنائیوں پر جان چھڑکنے کا عادی ہوتا ہے۔ اس جرم کا خیال دلوں سے کوئی چیز اور سنگساری کی سزا ہی نکال سکتی ہے۔

صاحب ہدایہ رجم کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ وعلیہ اجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس پر شیخ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ "رجم پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے، البتہ خوارج اجماع صحابہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ متعدد روایات سے رجم کا ثبوت ملتا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ مسلمان کا خون امور ثلاثہ کے بغیر مباح نہیں ہے۔

۱۔ شادی شدہ زنا کرے
۲۔ مسلمان کو عمداً قتل کردے۔
۳۔ مرتد ہو جائے۔

اسی کا ذکر حضرت عثمانؓ نے محصور ہونے کی حالت میں کیا جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حاصل یہ کہ اس کا انکار دلیل قطعی کا انکار ہے۔ خوارج نے رجم کا انکار کرتے ہوئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے کہا کہ رجم کا ذکر قرآن پاک میں نہیں۔ آپؒ نے الزاماً فرمایا کہ رکعات نماز اور مقدار زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن پاک میں نہیں ہے جس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے تو آپ نے فرمایا رجم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہی ثابت ہے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی
سابق شیخ الحدیث مفتاح العلوم مئو

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

جن کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ عرب کا کسریٰ کہا کرتے تھے۔

اسلامی

تاریخ کا یہ نہایت مشہور واقعہ ہے کہ سرکار رسالت پناہ کی وفات کے بعد عرب کے متعدد قبیلے مرتد ہوگئے تھے۔ اس فتنہ کے استیصال اور مرتدین کی سرکوبی میں سرکار رسالت کے خلیفہ اولین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جس بے مثال عزم وحزم اور جس بے نظیر استقلال اور پامردی کا ظہور ہوا وہ تاریخ کے نوادر میں محفوظ ہے۔ مجھے اس وقت صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی فتوحات کی راہ میں یہ فتنہ سنگ گراں بنکر اس طرح حائل ہوگیا تھا کہ جب تک اس کو راستہ سے ہٹا نہ لیا جاتا، اسلامی فتوحات کے آگے بڑھنے کی کوئی صورت ہی ممکن نہیں تھی۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس عظیم الشان مہم کو سر کر چکے اور اس فتنہ کی طرف سے ان کو کلی اطمینان ہوگیا تو انہوں نے سنہ ۱۳ھ میں شام پر کئی طرف سے لشکر کشی شروع کی۔ فتح دمشق کے لئے جو لشکر یزید بن ابی سفیان کی سرکردگی میں روانہ کیا گیا تھا اس لشکر کے علمبردار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

(فتوح البلدان ص ۱۱۵)

یزید بن ابی سفیان مدینہ سے چل کر اذرعات پہنچے اور اسکو صلح سے فتح کیا۔ اس کے بعد عمان کی طرف بڑھے۔ عمان والوں نے بھی صلح کر لی۔ اس سے فارغ ہوکر بلغاریہ پر قبضہ کیا۔ اتنے میں جمادی الاخری ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سانحۂ وفات پیش آیا۔

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کا امیر الامراء مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شام پہنچ کر حضرت عمرو بن العاص کو ایک جمعیت کے ساتھ سواحل اردن کی طرف روانہ کیا۔ وہاں رومیوں کی بہت بڑی تعداد مقابلہ کے لئے اکٹھی ہوگئی تھی اور ہرقل نے بھی قسطنطنیہ سے ایک بڑی جماعت مدد کے لئے بھیجی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک فوج ان کی مدد کے لئے روانہ کی۔ اس فوج کے ہراول کے افسر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ مدد پہنچنے پر عمرو رضی اللہ عنہ اور یزید رضی اللہ عنہ نے رومیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سواحل اردن فتح کر لئے۔

اس جنگ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑا کام کیا اور سواحل اردن کی فتح میں ان کا بڑا نمایاں حصہ تھا۔ بلاذری لکھتا ہے:

وکان لمعاویۃ فی ذالک
بلاء حسن واثر جمیل

(فتوح البلدان ص ۱۲۳)

بیروت وغیرہ پر یلغار

ان فتوحات کے بعد دمشق کا معرکہ پیش آیا اور دوسرے امراء لشکر کی طرح یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی اپنی ماتحت فوج کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہوگئے۔ سنہ ۱۴ھ میں جب حضرت ابوعبیدہ کے زیر قیادت دمشق فتح ہوچکا تو یزید بن ابی سفیان نے آسانی سے بحیرۂ روم کے ساحلی شہروں کی طرف کوچ کیا اور صیداء، عرقہ، جبیل اور بیروت کو نہایت آسانی سے فتح کر لیا۔ اس دفعہ بھی ہراول کے افسر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی تھے بلکہ عرقہ کو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہ نفس نفیس فتح کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں رومیوں نے ان شہروں میں سے بعض بعض پر قبضہ کر لیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ از سر نو ان کو فتح کر کے قلعوں اور شہروں کی مرمت کرائی اور انہیں فوجوں کو لاکر بھیر دیا۔

(فتوح البلدان ص ۱۳۳، ۱۳۴)

فتح یافہ اور قیساریہ

یافہ فلسطین کی مشہور بندرگاہ ہے یعنی مؤرخین کی رائے ہے کہ اس کو بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے فتح کیا۔

سنہ ۱۸ھ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمواس کے طاعون میں انتقال فرمایا اور ان کے انتقال کی خبر دربار خلافت میں پہنچی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ صوبہ شام کی حکومت اور گورنری کے لئے یزید بن ابوسفیان کو نامزد کیا اور ساتھ ہی یہ فرمان بھی بھیجا کہ قیساریہ پر فوج کشی

کریں۔ قیساریہ بحرِ روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا۔ اس کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ آدمی ہر رات پہرہ دیا کرتے تھے اور اس میں تین سو بازار تھے۔

قیساریہ کو فتح کرنے کی فکر میں مسلمان بہت دنوں سے لگے ہوئے تھے۔ اوّل اوّل ۱۳ھ میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کے محاصرہ کی ابتدا کی، لیکن ان کے محاصرہ کی شکل یہ تھی کہ اثنائے محاصرہ میں جب ان کی یا ان کی فوج کی ضرورت پیش آئی تو وہاں روانہ ہو جاتے۔ چنانچہ وہ اسی طرح اجنادین، فحل، دمشق اور یرموک کی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر انہوں نے قیساریہ کا پھر محاصرہ کر لیا، لیکن چند دنوں کے بعد اس کو چھوڑ کر مصر چلے گئے اور یزیدؓ شام کے حاکم مقرر ہوئے تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت معاویہؓ کو اس کے محاصرہ کا حکم دیا اور دوسری روایت میں ہے کہ خود یزیدؓ سترہ ہزار کی جمعیت لے کر گئے۔ ایک مختصر سی جنگ کے بعد جب اہل قیساریہ حلقہ بند ہو گئے تو محاصرہ کیا۔ اثنائے محاصرہ میں یزیدؓ بیمار ہو گئے اور حضرت معاویہؓ کو اپنا قائم مقام کر کے دمشق چلے آئے۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے اس کو فتح کیا۔

مولانا شبلی کا بیان

فتح قیساریہ کی کیفیت الفاروق کے مصنف کے الفاظ میں یہ ہے کہ امیر معاویہؓ نے بڑے سر و سامان سے محاصرہ کیا۔ شہر والے کئی مرتبہ حلقہ سے نکل کر لڑے، لیکن ہر دفعہ شکست کھائی تاہم شہر پر قبضہ نہ ہو سکا۔ ایک دن ایک یہودی جس کا نام یوسف تھا امیر معاویہؓ کے پاس آکر ایک سرنگ کا نشان دیا جو شہر کے اندر اندر قلعہ کے دروازے پر گئی تھی، چنانچہ چند بہادروں کے ساتھ اس کی راہ قلعہ کے اندر پہنچ کر دروازہ کھول دیا۔ ساتھ میں تمام فوج ٹوٹ پڑی اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ کم از کم عیسائیوں کی اسی ہزار فوج تھی جس میں زندہ بہت کم بچے تھے، چونکہ ایک مشہور مقام تھا اس کی فتح سے گویا شام کا مطلع صاف ہو گیا۔

(الفاروق ص ۸۲)

فتوح البلدان میں ہے کہ جب فتح قیساریہ کی خبر دربارِ خلافت میں پہنچی تو حضرت عمرؓ نے پکار کر کہا کہ قیساریہ لڑ کر فتح ہو گیا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ قیساریہ کے محاصرہ کا سلسلہ سات سال تک جاری رہا۔ بالآخر ۱۸ھ کے آخر یا ۱۹ھ کے اوّل میں فتح ہوا۔

فتح عسقلان و قبرص

۱۸ھ کے آخر میں یزید بن ابی سفیان نے دمشق میں وفات پائی تو ان کی جگہ پر حضرت معاویہؓ کو حضرت عمرؓ نے حاکم شام مقرر فرمایا اور ان کو فرمان بھیجا کہ فلسطین کے جو مقامات رہ گئے ہیں ان کو بھی فتح کر لیں۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے عسقلان پر چڑھائی کی۔ معمولی لڑائی کے بعد دشمن نے صلح کی درخواست کی اور عسقلان مصالحت سے فتح ہوا۔ اس کے بعد بار بار حضرت معاویہؓ رومیوں سے نبرد آزما ہوئے۔ چنانچہ ۲۵ھ میں رومیوں کو پسپا کرتے ہوئے عموریہ تک پہنچ گئے۔

(تاریخ کامل ص ۲۴)

حضرت معاویہؓ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے کشتیوں کے ذریعہ سمندر کو طے کر کے سمندر پہ اسلامی جھنڈا لہرایا۔ ان سے پہلے مسلمانوں نے سمندر میں لشکر کشی نہیں کی تھی۔ حضرت معاویہؓ خلافتِ فاروقی ہی میں اس کے لئے مُصر تھے، مگر حضرت عمرؓ نے اجازت نہیں دی۔ جب حضرت عثمانؓ کا دور آیا اور حضرت معاویہؓ نے دریا کے سفر کی آسانیاں ان کے سامنے پیش کیں، یہ بھی بتایا کہ قبرص یہاں سے (حمص سے) بہت نزدیک ہے تو ۲۷ھ میں حضرت عثمانؓ نے لکھا کہ اگر تم اپنی بی بی کو لے کر دریا کا سفر کرنے کو آمادہ ہو تو اجازت ہے ورنہ نہیں۔ نیز یہ بھی تاکید کی کہ اس جنگ میں شرکت کے لئے تم خود آدمیوں کا انتخاب نہ کرو نہ قرعہ اندازی کرو، مگر اپنی خوشی سے جو جائے اس کو جہاز پر سوار کر لو اور اس کی اعانت بھی کرو۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لیا اور عکا سے کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتیاں بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے عبادہ بن الصامت، ان کی بیوی ام حرام، ابو ایوب انصاریؓ، ابو الدرداءؓ، ابو ذر غفاریؓ، فضالہ بن عبیدؓ، عمیر بن سعدؓ، واثلہ بن الاسقعؓ، عبد اللہ بن بشر مازنی، شداد بن اوس اور حضرت مقداد اور تابعین میں سے کعب احبار اور جبیر بن نفیر جیسے لوگ ہمرکاب تھے۔ ۲۸ھ یا ۲۹ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا۔ جب یہ لشکر قبرص پہنچا تو وہاں کے حاکم نے صلح کی درخواست کی۔ حضرت معاویہؓ نے حسبِ ذیل شرائط پر اس کی درخواست منظور کی:

۱۔ اہل قبرص سات ہزار دو سو دینار سالانہ خراج ادا کریں۔
۲۔ رومیوں کی نقل و حرکت کی اطلاع مسلمانوں کو دیتے رہیں۔
۳۔ اگر اہل قبرص پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر اہل قبرص کی مدد ضروری نہیں ہے۔
۴۔ مسلمانوں کو حق ہوگا کہ اپنے دشمنوں پر فوج کشی کے لئے قبرص کی راہ سے گزر سکیں۔

یہ فتح نہایت عظیم الشان تھی اور اس میں بہت سارا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اسی جنگ میں حضرت ام حرامؓ کی شہادت کا واقعہ بھی ظہور پذیر ہوا تھا۔

فتح شمشاط

حضرت عثمانؓ کے عہد میں امیر معاویہؓ نے آرمینیہ کے شہر شمشاط پر حبیب بن مسلمہ

اور صفوان بن معطل کو لے کر حملہ کیا اور لڑکر فتح کیا۔ (فتوح البلدان ص ۱۶۲)

اعطیہ

اس شہر کو پہلے حبیب نے عیاض بن غنم کے حکم سے فتح کیا تھا لیکن پھر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ جب حضرت معاویہؓ شام جزیرہ کے حاکم مقرر ہوگئے تو انہوں نے دوبارہ حبیب کو مامور کیا۔ چنانچہ انہوں نے پھر فتح کیا۔ حضرت معاویہؓ نے فتح کے بعد وہاں اپنا ایک عامل مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج بھی وہاں تعینات کردی۔

(فتوح البلدان ص ۱۹۳)

فتح افریقہ

افریقہ کو سب سے پہلے عبداللہ بن سعد نے فتح کیا تھا لیکن جب ہرقل نے دیکھا کہ افریقہ کا خراج جو مسلمانوں کے تسلط سے پیشتر دربار قسطنطنیہ میں آیا کرتا تھا بند ہوگیا تو اس نے ایک بطریق کو مامور کیا کہ وہ افریقہ جائے اور جسقدر سالانہ رقم مسلمانوں کو دی جاتی ہو اتنی ہی وہ بھی وصول کرے۔ بطریق گیا اور قرطاجنہ میں اہل افریقہ کو جمع کرکے اپنا مطالبہ پیش کیا۔ اہل افریقہ نے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ نتیجہ لڑائی اور فتنہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بطریق اس میں غالب رہا اور اس نے وہاں کے حاکم کو نکال دیا اور فوراً ہی شام چلا آیا۔ اس وقت شام میں حضرت معاویہؓ کی مستقل حکومت تھی۔ حضرت معاویہؓ سے اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو افریقہ کی مہم پر مامور کیا۔ اسکندریہ پہنچ کر حاکم افریقہ مرگیا۔ معاویہ بن خدیج کو اس کی وجہ سے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی اور وہ افریقہ پہنچ گئے اور ایک ہزار لشکر کے ساتھ قونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے ان کے مقابلہ پر تین ہزار جنگی بہادر بھیجے۔ حضرت معاویہؓ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے ایک اور لشکر مدد کے لئے روانہ کیا اور ایک سخت معرکے کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد قلعہ جلولا کا مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ کسی طرح قلعہ کی فصیل منہدم ہوگئی۔ مسلمان قلعہ میں داخل ہو کر اس پر قابض ہوگئے۔ اس کے بعد تمام اطراف میں مسلمانوں کی فوجیں پھیل گئیں اور سب نے اطاعت قبول کرلی۔ جب یہ مہم سر ہوگئی تو حضرت معاویہ بن خدیج مصر واپس گئے۔ یہ ۴۷ھ اور ۵۰ھ کے درمیان کا واقعہ ہے۔ سنہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو افریقہ کی حکومت سے معزول کرکے ان کی جگہ پر عقبہ بن نافع کو مقرر فرمایا۔ عقبہ دس ہزار سواروں کی جمعیت لے کر افریقہ روانہ ہوگئے۔ جب وہاں پہنچے تو بربر قوم کے بہت سے لوگ بھی ساتھ ہولئے جس کی وجہ سے ان کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

صقلیہ

جزیرہ سسلی (جس کو عرب صقلیہ کہتے ہیں) پر حضرت معاویہؓ کے عہد میں سب سے پہلی دفعہ حملہ ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو اس مہم پر مامور فرمایا تھا اگرچہ اس وقت فتح نہیں ہوا، لیکن معرکہ پیش آیا اور بہت سا مال مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ سونے چاندی کے بہت سے بت مال غنیمت میں ہاتھ لگے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کو فروخت کرنے کے لئے ہندوستان بھیجنے کا حکم دیا۔ صقلیہ گو حضرت معاویہؓ کے عہد میں فتح نہیں ہوا لیکن اس کی داغ بیل حضرت معاویہؓ ہی نے ڈالی تھی اس لئے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا کے اصول سے اس فتح میں ان کا بھی حصہ ہے۔

ترجمان اسلام میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

احادیث نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم

عمل کا مدار نیت پر ہے

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ "اس کے سوا نہیں کہ عمل کا مدار تو صرف نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہوگی۔ چنانچہ (مثلاً) جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہجرت کی ہوگی، (گھر بار چھوڑا ہوگا) اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہوگی (دنیا اور آخرت دونوں میں اس کا پھل ملے گا) اور جس شخص نے دولت کمانے یا کسی عورت سے بیاہ کرنے کے لئے ہجرت کی ہوگی (اور اس کے لئے وطن چھوڑا ہوگا) اس کی ہجرت اسی چیز (دنیا یا عورت) کی طرف ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے۔ (ملے یا نہ ملے، یہ اس کی قسمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے اس کو کچھ نہ ملے گا)۔

خدا پر بھروسہ کرو

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے پیٹ جاتے اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے

محمد الیاس فیصل
مدینہ منورہ

بالآخر

شریعت اسلامیہ

ہی سب کی پناہ گاہ ہوگی

سعودی عرب اور بعض یورپی ممالک میں جرائم ۔ ایک جائزہ

۱۔ فرانس	دس لاکھ افراد میں سے	۳۲،۰۰۰	(بتیس ہزار)	افراد جرائم کے مرتکب ہوئے۔
۲۔ مغربی جرمنی	〃 〃 〃 〃	۴۲،۰۰۰	(بیالیس ہزار)	〃 〃 〃 〃
۳۔ فن لینڈ	〃 〃 〃 〃	۶۳،۰۰۰	(تریسٹھ ہزار)	〃 〃 〃 〃
۴۔ کینیڈا	〃 〃 〃 〃	۷۵،۰۰۰	(پچھتر ہزار)	〃 〃 〃 〃
۵۔ سعودی عرب	〃 〃 〃 صرف	۴۲	(بیالیس)	افراد جرائم کے مرتکب ہوئے

مندرجہ بالا اعداد و شمار کی روشنی میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شریعت اسلامیہ اصلاح فرد و معاشرہ، بحالیٔ امن و امان میں کس قدر کامیاب ہے، جبکہ دوسرے تمام نظام ان مقاصد کے حصول میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ تلخ تجربہ کے بعد اب اسلامی ممالک میں کسی حد تک بیداری کی لہر دوڑ چکی ہے اور وہ قوانین شرعیہ کی تطبیق کے لئے کوشاں ہیں۔

اور یہی سبب ہے کہ گذشتہ سال نظام شریعت سے متعلق ایک اجلاس میں جو ریاض میں منعقد ہوا، سولہ (۱۶) غیر مسلم ممالک کے ماہرین قانون نے بھی شرکت کی اور بالآخر کہا :

"اے اقوام عالم اگر واقعی اپنے معاشروں کو جرائم و کجروی کے لپیٹ سے نکالنا چاہتے ہو تو اس کا ایک یہی حل ہے کہ شریعت اسلامیہ پر عمل کیا جائے۔"

اے مسلمانو! اللہ کی مضبوط رسّی کو مضبوطی سے تھام لو جس کی طرف غیر مسلم اقوام بنگاہ حسد دیکھ رہی ہے اور یاد رکھو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنایا، اس نے صراط مستقیم کو پالیا۔

بحوالہ : الدعوۃ ، الریاض

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بچے

امراض قلب کی زد میں

نیویارک میں شائع ہونے والی ایک طبی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بچے ایک خطرناک صورتحال سے دوچار ہیں جس کا انکشاف حال ہی میں ہوا ہے۔

پروفیسر تامس نے رپورٹ میں بتایا ہے کہ بوسٹن نے ۴۰۰ (چارسو) بچوں کا طبی معائنہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ ان میں سے ۲۰۰ سے زائد بچے چھ برس کی عمر کے کسی بھی وقت قلبی امراض کا شکار ہو سکتے ہیں اور اس بات کے واضح امکانات موجود ہیں کہ مستقبل میں یہ تناسب بڑھ جائے گا۔

پروفیسر مذکور نے اس کے مندرجہ ذیل بڑے اسباب بیان کئے ہیں :

۱۔ آرام پرستی اور جسمانی مشقت سے احتراز، کہ بچے گاڑی یا بس وغیرہ پر سکول جاتے ہیں۔ جسمانی ورزش بہت کم کرتے ہیں۔

۔ جسمانی تفریح کے اوقات کو ذہنی تفریح میں گذارتے ہیں۔ ٹی۔ وی دیکھتے رہتے ہیں اور جسمانی و ذہنی آرام کے اوقات کو بھی اسی کی نذر کر دیتے ہیں اور رات گئے تک ٹی۔ وی دیکھتے رہتے ہیں۔

رپورٹ کے آخر میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذمہ دار افراد پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور بچوں کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

بحوالہ "الشرق الاوسط"

یہودیوں کا ایک مشن

یہودیوں نے عبرانی زبان کے چار کا صد سالہ (۱۰۰) جشن منایا جس میں اس بات پر مزید زور دیا گیا ہے کہ تمام یہودی فصیح عبرانی زبان استعمال کریں اور دوسری زبان یا اس کا کوئی لفظ استعمال نہ کریں۔

بعض افراد نے افسوس کا اظہار کیا کہ ریڈیو اسرائیل عبرانی زبان میں بعض اجنبی الفاظ استعمال کرتا ہے۔

بحوالہ: 'الدعوۃ' الریاض

نیوٹران بم کا موجد کہتا ہے

لوگ مرگئے تو مجھے کیا؟

نیوٹرون بم دورِ حاضر کے مہلک اسلحہ کی ایک بدترین صورت ہے جہاں اس کو پھینکا جائے گا اس تمام حصہ میں جاندار اشیاء کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔

امریکی وزارت دفاع کے مطابق ان کے پاس نیوٹران بم سے متعلق بہت سے مخفی راز ہیں جن کا دریافت کنندہ صموئیل کوہن امریکی یہودی ہے جو پہلا ایٹم بم بنانے والوں میں بھی شامل رہا ہے۔

ایک امریکی نامہ نگار نے صموئیل سے کہا "آپ نے ایسی چیز ایجاد کی جس سے کروڑہا جانداروں کو قتل کر دیا جائے گا اور اتنا عظیم قتل امریکی ادارہ کے منہ پر ایک بدنما داغ ہے"۔

صموئیل نے قہقہہ لگاتے ہوئے حقارت آمیز لہجہ میں کہا" مجھے کیا فکر کہ میرے ہم لوگ مرجائیں گے۔ میری بابت تم یہ مت بھولو کہ میں یہودی ہوں اور جب ہم پر مصیبت آئی تھی تو کوئی ہمارے دفاع و مدد کو نہ پہنچا اور آپ انہی لوگوں کی بابت کہہ رہے ہیں کہ مجھے ان کا خیال کرنا چاہیئے۔

مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ سب لوگ مرجائیں جب تک کہ میں زندہ بچا رہوں، بلکہ میرا تو مشن ہی تمام انسانوں کو مارنا ہے جس کو میں عنقریب عملی جامہ پہناؤں گا۔ انسانیت کا احتجاج اور ان کی چیخ و پکار میرے مشن کی تکمیل میں حائل ہوگی چونکہ ان کو کبھی یہود کی تکالیف کا احساس دامنگیر نہیں ہؤا۔

اور مجھے اب موقع ہاتھ لگا کہ میں ان سب سے انتقام لوں۔

بحوالہ: الرائد' ہندوستان

بقیہ: کلمہ کا فلسفہ

اس میں ناپید تھی۔ اس عہد شکنی کے نتیجے میں ہم عذاب الٰہی کو دعوت دینے لگے اور برکات الٰہی کے حصول کی بجائے آفاتِ ارض و سما کا ہم پر نزول شروع ہوگیا اور ذلت و پستی ہمارا مقدر ٹھہری۔

"خالق کائنات نے ہماری حالتِ زار پر پھر رحم کھایا اور ہمیں ایک موقع اور دیا اور ہم نے ہندوستان میں 'پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ' کی شکل میں پھر تجدید عہد کیا اور قرآن کے میثاق کو نافذ کرنے کے لئے پاکستان کے نام پر قطعۂ زمین بھی حاصل کر لیا، مگر نیتوں کی صفائی کی طرف توجہ نہ دی گئی۔ ہمارا باطن ہمارے ظاہری اقوال کا ساتھ نہ دے سکا اور یہ محض ایک سیاسی نعرہ ثابت ہؤا جسے وقت کے حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ہر ضرورت کے وقت ناروا طور پر استعمال کیا اور ہمارے سیاسی راہنماؤں نے اس اقتدار کے حصول کے لئے مکروہ سیاسی کھیل کا آغاز کیا اور اسلام کے نام پر ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے عوام کے ساتھ سیاسی آنکھ مچولی شروع کر دی۔ اس طرح ایک بار پھر اپنے رب سے کئے گئے عہد و پیمان کو پس پشت ڈال دیا گیا اور انسانیت ذلیل و خوار ہو کر رہ گئی۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کا لحاظ کر کے مفتی صاحب پورے ادب و احترام کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے مگر آواز اتنی پست بھی نہ تھی کہ قریب بیٹھے ساتھی نہ سن سکیں۔ وہ کہہ رہے تھے۔

"لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم انفرادی و اجتماعی طور پر خدائے لایزال و لم یزل سے کئے گئے اس معاہدے پر ظاہری باطنی ہر سطح اور ہر شعبے میں عملدرآمد نہ کریں گے ہم پر آفات نازل ہوتی رہیں گی اور ہم مسائل و مشکلات کے بحر بیکراں میں گھرے رہیں گے۔

الحمد للہ اس وقت پاکستان میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً اسلامی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں۔ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے امید واثق ہے کہ پندرھویں صدی ہجری میں اللہ تعالٰے اسلام کو غلبہ عطا فرمائیں گے اور اگر ہم سب انفرادی اور اجتماعی طور پر قرآن کی مکمل رہنمائی حاصل کرنے کی پوری سعی جد شروع کر دیں تو میں یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ تاریخ میں پندرھویں صدی ہجری کو غلبۂ اسلام کی صدی کے نام سے یاد رکھا جائے گا۔

ارشادات مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ — محمود الحسن صدیقی شکرگڑھ

کلمہ طیبہ کا فلسفہ

رحمٰن اور انسان کے مابین معاہدہ

"ربِّ ذوالجلال کی قسم کہ اس میثاق پر ضرور عمل ہوگا اور اس معاہدے کی ایک ایک دفعہ اور اس کی ہر ہر جز پاکستان میں نافذ ہوگی اور بہت جلد پورا عالمِ اسلام بھی رب الناس کے ساتھ کئے گئے اس عہد کی تجدید کرے گا۔"

وہ کہہ رہا تھا اور سب سُن رہا تھا۔

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل جانبِ شمال ایک چبوترہ ہے جس پر اسلام کی پہلی عظیم درسگاہ قائم کی گئی تھی۔ اس یونیورسٹی میں ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو دینی تعلیم دیا کرتے تھے اور ان بوریا نشینوں کو اصولِ جہانبانی سکھایا کرتے تھے تعلیم پانے والے یہ حضرات راہِ حق میں اپنا وطن اور گھربار سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مستقلاً یہیں قیام پذیر ہو گئے تھے اور اب امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں دنیا کی امامت کے لئے تیار کر رہے تھے تاکہ انسان کو اس کے اصل مقصد یعنی خلافتِ ارضی کا مستحق بنایا جائے۔ ان طالبانِ حق کو تاریخ نے "اصحابِ صُفّہ" کے نام سے پکارا ہے یعنی "چبوترے والے"۔

چودہ سو سال گزرنے کے بعد اسی چبوترے پر بیٹھے ہوئے اس محیّر العقول شخص کو ہم سب حیرت اور استعجاب سے مسلسل دیکھے جا رہے تھے اور ہماری حیرت بڑھتی ہی جا رہی تھی کیونکہ اب سے تھوڑی ہی دیر قبل وہ ٹھیٹھ عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔ وہ اس سے پہلے عرب و عجم کی کئی فصیح اور مقامی زبانوں میں گفتگو کر چکا تھا اور اس کی گفتگو کا محور مقامی مسائل سے لے کر بین الاقوامی حالات و واقعات تھے۔ وہ ہر عربی و عجمی شخص کو تسلی بخش جوابات دے رہا تھا۔ جب وہ فارسی میں گفتگو کرتا تو ایسا لگتا جیسے یہ ایران میں پلا بڑھا ہو اور جب وہ عربی بولتا تو محسوس ہوتا کہ اس نے ساری زندگی بلادِ عرب میں بسر کی ہے اور اب وہ اردو زبان میں کلمۂ طیبہ کا بصیرت افروز فلسفہ بیان کر رہا تھا۔

سرخ و سفید رنگ، بھرا بھرا چہرہ، سفید داڑھی، قابلِ رشک صحت اور سادہ کپڑوں میں ملبوس وہ بڑا بارعب لگ رہا تھا، مگر اس کے چہرے پر اپنائیت کے احساسات زیادہ نمایاں تھے اور اس کی گفتگو میں عالمِ اسلام سے شدید محبت اور خلوص ٹپک رہا تھا۔ وہ جب پاکستان اور عالمِ اسلام کو درپیش مسائل اور مشکلات کا تذکرہ کرتا تو اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار نمایاں ہوتے، مگر جب وہ قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے حل کی تجویز پیش کرتا تو اس کے چہرے پر اطمینان جھلکنے لگتا۔ گفتگو کے آخر تک اتار چڑھاؤ کی یہی کیفیت رہی۔

"یہ کون صاحب ہیں؟"

قریب کھڑے ایک پاکستانی سے میرے دوستوں نے استفسار کیا۔

"مفتی محمود۔"

اس نے لاپرواہی سے جواب دیا اور ان کی گفتگو سننے میں منہمک ہوگیا۔

جناب مفتی محمود کو میرے ساتھیوں نے اخبارات میں پڑھا تھا، ریڈیو پر اس عظیم شخصیت کی خطابت سے لطف اندوز ہوئے تھے اور رسائل میں ان سے شرف باریابی حاصل ہوا تھا۔ تڑپ تھی کہ قریب سے ان کی زیارت کریں، ان کی صحبت میں بیٹھیں اور ان سے کچھ سنیں۔ آج وہ خواہش اللہ تعالیٰ نے ایسے مقام پر پوری کی تھی جس مقام تک پہنچنے کے لئے اہلِ دل پوری زندگی تڑپتے رہ جاتے ہیں اور فرشتۂ اجل انہیں کسی اور مقام کی طرف لے جاتا ہے۔

ہم سب اس بطلِ جلیل کو دیکھے جا رہے تھے جس نے وقت کے فرعون کو اس کے ہر ستم کے ہتھکنڈے کے باوجود شکست فاش دی تھی مگر اصولوں کو نہ چھوڑا تھا اور ملک میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور اسلام کے نام پر ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے والے گروہوں کو اتنا متحد و منظم کرکے دکھا دیا تھا جس کا

تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک خاکہ تھا جس میں اس نے رنگ بھر کے دکھا دیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ اگر نیتیں درست ہو جائیں تو فروعات کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی اور ان فروعات کی بجائے کہ جزوِ ایمان کا مدار اصول قرار پائیں اور ایمانوں کا فیصلہ نصوص پر ہو اور امّت کا باہمی اختلاف زحمت کی بجائے رحمت بن جائے۔

یہ پہلا موقع تھا کہ اس درویش صفت رہنما کو اتنے قریب سے دیکھ رہے تھے اور کانوں سے اس بوریا نشین کی آواز ٹکرا رہی تھی۔ وہ تھوڑے سے وقفے کے لئے خاموش ہوئے تو ہم ہجوم میں سے راستہ بنا کر ان کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور ان سے باری باری مصافحہ کیا۔ وہ بڑے تپاک سے مل رہے تھے جیسے وہ ہر ملنے والے کے ساتھ عرصے سے واقف ہیں۔

یہ جولائی ۱۹۷۹ء کا جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ سعودی عرب میں مقیم پاکستانی حضرات جانتے ہیں کہ ان دنوں وہاں گرمی کیا کیا ستم ڈھاتی ہے، مگر ہلکی ہلکی ہوا نے مدینہ منورہ کی فضا کو معتدل بنا رکھا تھا۔ مسجد نبوی شریف کے اندر کی فضا معطر تھی اور ماحول تو جنت کا سا سماں پیش کر رہا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہاں ریاض الجنّت موجود ہے۔ ان دنوں مکہ مکرمہ میں عالمی مقابلۂ حسنِ قرأت منعقد ہوا تھا اور مفتی صاحب مرحوم اس مقابلے میں حَکَم کی حیثیت سے پاکستان سے تشریف لائے تھے اور اب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دینے کے لئے مدینہ منورہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں اور میرے ساتھی بھی اسی غرض سے مدینہ منورہ آئے تھے اور درود و سلام سے فراغت کے بعد واپسی کے لئے چبوترے کے قریب سے گزر رہے تھے کہ اللہ تعالٰی نے مفتی صاحب سے پہلی اور آخری ملاقات کرا دی۔ چبوترہ شمعِ رسالت کے پروانوں سے بھرا ہوا تھا اور مفتی صاحب فرما رہے تھے:

"دنیا کا کوئی بھی معاہدہ یا میثاق لے لیجئے۔ اس کی افادیت اس وقت اپنا آپ کھونا شروع کر دیتی ہے جب اس معاہدے یا میثاق پر جزوی یا کلی طور پر عملدرآمد چھوڑ دیا جائے اور عملدرآمد چھوڑنے والا فریق ان مفادات کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتا جو اس معاہدے یا میثاق پر عملدرآمد کے نتیجے میں حاصل ہونا تھے، کیونکہ ان مفادات کا حصول تو معاہدے پر عملدرآمد میں مضمر تھا۔ اگر معاہدہ ہی روبہ عمل نہیں تو مفادات کیسے؟ اور پھر وہ فریق جو معاہدے کی مقتضیات کو پورا نہ کرے گا اور اس سے فرار کے بہانے ڈھونڈے گا وہ عہد شکن قرار پائے گا اور سزا کا مستحق ٹھہرے گا چہ جائیکہ وہ معاہدے کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فائدوں کا مطالبہ کرے۔"

مفتی صاحب فرما رہے تھے:

"کچھ اسی سے ملتی جلتی صورت حال اسوقت مسلمان امّت کی ہے کہ خالقِ کائنات اور انسان کے مابین طے پانے والے معاہدے کو ہم نے بحیثیت امّت عملاً توڑ دیا جس کی ایک ایک دفعہ اور ایک ایک جزو کو روبہ عمل لانے کے لئے ربّ السمٰوٰت والارض کی طرف سے وقتاً فوقتاً نمائندے آتے رہے جنہوں نے خود اس معاہدے پر عمل کر کے دکھایا اور آخر میں آن ایک لاکھ اور کم و بیش چوبیس ہزار نمائندوں کی کمیٹی کے سربراہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے عملاً وہ معاشرہ قائم کر کے دکھا دیا جو معاہدے کا ثمرہ تھا۔ آج یہ معاہدہ ہمارے پاس قرآن عظیم کی شکل میں محفوظ تو ہے مگر بحیثیت امّت اس پر عمل مفقود۔ اور پھر بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ اس معاہدے پر عمل کئے بغیر ان برکاتِ الٰہی کا نزول ہم پر پھر شروع ہو جائے جو خلافتِ راشدہ کے دور میں ہوا تھا۔"

مفتی صاحب کہہ رہے تھے:

"ربّ اور انسان کے درمیان یہ معاہدہ اسوقت وجود میں آیا تھا جب ہم سب عالمِ ارواح میں تھے اور ابھی تک ہمیں وجود عطا نہیں ہوا تھا اور ہمیں خالقِ حقیقی نے پوچھا تھا کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں تو ہم نے کہا تھا "بلٰی" کہ کیوں نہیں تو ہی ہمارا ربّ ہے اور اس وقت ہم جسموں سے آزاد روحوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ پھر مدبّرِ حقیقی نے پہلے انسان کے بھیجنے کے ساتھ ہی اس کی راہنمائی کے لئے رسالت و وحی کا سلسلہ قائم کر دیا اور انبیاءؑ کے ذریعے اس معاہدے کی تجدید ہوتی رہی یہاں تک کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قرآن مجید اور فرقان حمید کی شکل میں وہ میثاق ہمارے سپرد کیا جس کا عنوان ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس طرح کہ اس کی ایک ایک شق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ پر اور اپنے معاشرہ پر عمل کر کے دکھایا اور ساری دنیا نے برکاتِ الٰہی اور رحمتِ خداوندی کا نزول اپنی آنکھوں سے دیکھا، مگر

"ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ ہم نے بحیثیت امّت جزوی طور پر اور بعد کی صدیوں میں کلی طور پر عمل کو خیرباد کہہ دیا اور دین و دنیا کی تفریق کا عیسائی فلسفہ ہم میں در آیا سوائے چند ایک حکمرانوں نے حکومت کو خود مختار ادارہ قرار دیا اور من مانے قوانین بننے لگے اور اسی طرح عوام نے دنیوی معاملات میں شیطان کے بہکانے پر دیگر اقوام کی تقلید شروع کر دی۔ ہر قسم کی نفسانی و شہوانی خواہشات کو پورا کرنا مقصد قرار دے دیا گیا اور اسلامی عبادات کو ضمیمے کے طور پر ساتھ رہنے دیا گیا وہ بھی اس شکل میں کہ عبادات کی روح

طلبہ کی سرگرمیاں — ترتیب : جنید شہزاد

خلوص اور للّہیت سے رضائے الٰہی کے لئے کام کیجئے انشاء اللہ فتح آپ کی ہوگی (پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور)

جناب نجیم خان کو قائم مقام مرکزی صدر مقرر کر دیا گیا

۱۹ ارمئی کو مرکزی مجلسِ عاملہ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوگا۔

"خلوص اور للّہیت سے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کام کیجئے' انشاء اللہ فتح آپ کی ہوگی"۔ ان خیالات کا اظہار نظام العلماء کے جنرل سیکریٹری حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے ایک وفد سے ملاقات میں کیا۔ گذشتہ روز پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے ایک وفد نے جس کی قیادت جمعیۃ طلبہ اسلام پنجاب یونیورسٹی کے صدر جناب عبدالرحمٰن سیال کر رہے تھے۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور سے ملاقات کی اور انہیں یونیورسٹی میں متوقع الیکشن اور جماعتی صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے وفد کی شکایات بڑی توجہ سے سنیں اور انہیں اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ حضرت مولانا عبیداللہ نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ توجہ کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھیں اور عملی سیاست سے گریز کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ آج سب سے بڑی ضرورت نوجوان نسل کی صحیح تربیت ہے۔ اگر آج کی نوجوان نسل کی تربیت صحیح خطوط پر کر دی جائے تو مستقبل میں امید کی جا سکتی ہے کہ آنے والی نسل قوم اور ملک کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ آج کے دور میں نوجوانوں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے طلبہ کو اپنی طرف سے ہر قسم کی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ طلبہ نے حضرت کو نظام العلماء کا جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر مبارکباد دی اور اپنی طرف سے حضرت اقدس کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ آخر میں حضرت اقدس نے جمعیۃ طلبہ اسلام کی کامیابی کے لئے دُعا فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام کے کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں جو آج کے فتنہ و فساد کے زمانے میں علماء حق کے ساتھ مل کر رضائے الٰہی کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ انہوں نے طلبہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ دینِ اسلام کا گہرا مطالعہ کریں اور علماء حق کی مجلسوں سے مستفید ہوں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ جمعیت طلبہ اسلام جلد ہی اس ملک میں اپنی حیثیت کا لوہا منوا لے گی۔ انہوں نے فرمایا کہ حق ہمیشہ باطل پر غالب آکر رہے گا۔ آج بے شک جمعیۃ طلبہ اسلام کے جیالوں کے لئے حالات سازگار نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اس نے کبھی بھی اپنے مقرب بندوں کو مایوس نہیں کیا۔ انشاء اللہ آپ لوگ ضرور کامیاب ہوں گے۔

مبارکباد کے بیشمار خطوط

پورے ملک سے جمعیۃ طلبہ اسلام کے ساتھی حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کو نظام العلماء کا جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر مبارکباد کے خطوط بھیج رہے ہیں۔ تمام طلبہ کے جذبات حضرت مولانا عبیداللہ انور تک پہنچائے جا رہے ہیں۔ تمام طلبہ سے درخواست ہے کہ وہ یہ پیغامات براہ راست جمعیۃ طلبہ اسلام کے مرکزی دفتر، ۴ - بی شاہ عالم مارکیٹ میں بھیجیں تاکہ انہیں ترتیب سے شائع کیا جا سکے۔

مرکزی قائم مقام صدر

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے صوبہ سرحد کی جمعیۃ کے صدر اور جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب نجیم خان صاحب کو غیر معینہ مدت تک اپنی مصروفیت کی بناء پر قائم مقام صدر منتخب کیا ہے۔ جناب نجیب خان صاحب جو کہ پشاور یونیورسٹی کے ایک ممتاز طالب علم راہنما اور پورے ملک کی ہر دلعزیز شخصیت ہیں، خصوصاً طلباء کے حلقوں میں انہیں خاصا مقام حاصل ہے۔ وہ جلد ہی اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں گے۔ جناب ندیم اقبال اعوان صاحب اپنی گھریلو مصروفیات کی بناء پر آجکل خاصے مصروف ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی عدم موجودگی میں جناب نجیم خان صاحب کو قائم مقام صدر منتخب کیا ہے۔

صوبہ سرحد کے

مجلس شوریٰ کا اجلاس

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت جناب نجیم خان صاحب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی صورتحال

کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں متفقہ طور پر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور انہیں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس کی تفصیلی کارروائی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ کیجئے گا۔

مرکزی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس ۹ ارمئی بروز منگل دس بجے صبح مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طلب کر لیا گیا ہے۔ اجلاس کے شرکاء کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی متعلقہ صاحب کو دعوت نامہ موصول نہ ہوا ہو تو وہ اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے اجلاس میں بروقت شریک ہوں۔

گوجرانوالہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کے کارکنان کا ایک اجتماع دفتر جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ میں زیر صدارت ضلعی صدر جناب منیر بٹ صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی گوجرانوالہ کی ہر دلعزیز شخصیت اور جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سابق مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف ایڈووکیٹ تھے۔ اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اور جمعیۃ پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب ظفر یٰسین بٹ نے بھی خطاب کیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ مولانا عبید اللہ انور کو نظام العلماء پاکستان کا مرکزی جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر مبارکباد دی گئی اور انہیں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب میاں محمد عارف ایڈووکیٹ نے شہیدوں کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش

گیا۔ انہوں نے کہا کہ شہداء بالاکوٹ نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر ہمیں آزادی ایسی نعمت سے سرفراز کیا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ سرکاری سطح پر آج کے نوجوانوں کو شہدائے بالاکوٹ کے کارناموں سے آگاہ کرنے کے لئے اقدامات کرے۔ انہوں نے اخبار نویسوں کو بھی مشورہ دیا کہ وہ بھی اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور لوگوں کو صحیح حقائق سے آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ سید احمد شہیدؒ اور سید اسماعیل شہیدؒ کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں کی جائیں گی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے جیالے کارکن نئے ولولے اور جوش و جذبے سے اپنی تنظیم کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہم مولانا عبید اللہ انور کی قیادت میں اس ملک میں ایک اہم کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ انہوں نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ ملک کے لادینی عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اور ملک میں کمیونزم اور سوشلزم کے پجاریوں کو عبرتناک شکست دیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ملک صرف اور صرف اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ اسی لئے یہاں یہاں کسی قیمت پر غیر ملکی نظریات کے پرچار کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

لاہور:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے اہم کارکنان کا ایک اجلاس دفتر جمعیۃ طلباء اسلام میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت مولانا عبید اللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور انہیں اپنی طرف سے مکمل حمایت کا یقین دلایا گیا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے اہتمام منعقد ہونے والی عظیم الشان شہدائے بالاکوٹ کانفرنس کے انتظامات کو بھی آخری شکل دی گئی۔ یاد رہے کہ یہ کانفرنس جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام ۱۱ اپریل کو بعد از نماز عشاء مسجد شہداء رنگیلی چوک شاہراہ قائد اعظم میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ اجلاس میں تنظیمی صورت حال کا بھی بالتفصیل جائزہ لیا گیا۔

ضلعی صدور متوجہ ہوں

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر سطح کی جمعیۃ کی کسی بھی غیر طالب علم کو ہرگز کسی سطح کی جمعیۃ پر ذمہ داری نہ دی جائے۔ تمام ضلعی صدور اور ناظم عمومی صاحبان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ انہی لوگوں کے مکمل کوائف مرکزی دفتر ارسال کریں جو کسی بھی باقاعدہ تعلیمی ادارے کے طالب علم نہیں لیکن جماعت میں کسی بھی سطح پر کوئی ذمہ داری نبھا رہے ہیں تاکہ مرکزی عاملہ کے فیصلے کے مطابق ان کے خلاف کارروائی عمل میں آسکے۔ نیز تمام ضلعی صدور کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مقامی شاخوں کو ہدایت کریں کہ وہ اپنی خبریں براہ راست جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر واقع ۴ ۔ بی شاہ عالم مارکیٹ کے پتہ پر بھیجیں۔ ترجمان اسلام کے دفتر میں بھیجی گئی کوئی خبر طلبہ کی ڈائری میں شائع نہیں کی جائے گی۔

شہر شہر سے — ترتیب: مدیر معاون

صوبہ پنجاب کے ضلعی امراء کے اجلاس میں حضرت درخواستی اور مولانا انور پر اعتماد کا اظہار

اسلامی نظام کے نفاذ اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لئے سرگرمی کے ساتھ کام کریں۔

جماعتی احباب سے ملاقات کیلئے میں بہت جلد اہم شہروں کا دورہ کروں گا' مولانا عبید اللہ انور

لاہور، نظام العلماء پاکستان صوبہ پنجاب کے ضلعی امراء کا ایک اجلاس ۲۴ مئی کو مدرسہ قاسم العلوم بشیرانوالہ گیٹ لاہور میں مرکزی ناظم عمومی حضرت مولانا عبید اللہ انور کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملکی و جماعتی صورتحال پر غور وخوض کیا گیا اور ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبید اللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جماعتی بحران کے بخیر وخوبی نمٹ جانے کے لئے دعا کی گئی۔

اجلاس سے ضلعی [illegible] اداروں کے نمائندوں کے علاوہ ممتاز راہنماؤں مولانا زاہد الراشدی، قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ مولانا عزیز الرحمٰن انوری اور میاں محمد عارف نے بھی شرکت کی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبید اللہ انور نے کہا کہ آج کے دور میں اسلام ہی انسانیت کو مشکلات سے نکال سکتا ہے، کیونکہ مغربی جمہوریت سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم انسانی مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں، اس لئے آج ضروری ہے کہ ہم پورے اعتماد اور استقامت کے ساتھ اسلام کے عادلانہ نظام کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔

انہوں نے کہا کہ محنت کشوں کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ اسلام ہے اور خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کشوں کی صف میں شامل ہو کر اس طبقہ کو عزت بخشی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے جب بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا گیا تو یہ طے پایا کہ مدینہ منورہ کے ایک عام آدمی کو زندگی کی جو سہولتیں میسر ہیں، اس کے مطابق خلیفہ کا روزینہ مقرر کیا جائے۔ آج بھی اگر یہ اصول اپنا لیا جائے تو طبقاتی کشمکش ختم ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ہمارا ملک ہے۔ اس کی حفاظت ہمارا فرض ہے لیکن آج ہمارا یہ ملک عالمی سازشوں کی زد میں ہے۔ پاکستان کے دشمن اسے معاذ اللہ ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اس لئے آج ہمارا فرض ہے کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ملک بنانے اور اس کی سالمیت کے تحفظ کے لئے سرگرم جدوجہد کریں کیونکہ پاکستان اسلام کے لئے بنا ہے اور اسلام پر ہی اس کی سالمیت و استحکام کا دارومدار ہے۔ انہوں نے جماعتی کارکنوں کو تلقین کی کہ نظام العلماء پاکستان کی تنظیم و استحکام کے لئے پُرخلوص محنت کریں کیونکہ ہم جس قدر منظم ہوں گے قومی معاملات میں ہمارا کردار اسی قدر مستحکم ہو گا۔

مولانا عبید اللہ انور نے کہا کہ وہ احباب سے ملاقات کے لئے بہت جلد ملک کے اہم شہروں کا دورہ کریں گے اور جماعتی راہنماؤں و کارکنوں سے قومی و جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کریں گے۔

رجم شرعی حد ہے اس کی نفی

اسلامی عقائد کی نفی ہے

جمعیۃ اہل سنت والجماعۃ دوبئی کی قرارداد

جمعیۃ اہلسنت والجماعۃ متحدہ عرب امارات کا ایک ہنگامی اجلاس دوبئی میں جمعیۃ کے صدر مولانا محمد فہیم کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سرپرست جمعیۃ مولانا محمد اسحٰق خان اور دیگر ارکان جمعیۃ کے علاوہ دیگر علماء کرام اور سرکردہ حضرات نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ کہا گیا ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم شرعی حد ہے اور اس سے انکار اسلامی عقائد کی نفی کے مترادف ہے۔ قرارداد میں اس امر پر حیرت کا اظہار کیا گیا کہ پاکستان کی شرعی عدالت نے رجم کو شرعی حد تسلیم کرنے سے آخر کس بنیاد پر انکار کیا ہے جبکہ اس پر چودہ سو سال سے امت کا اجماع چلا آتا ہے۔

ایک اور قرارداد میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ پاکستان میں قادیانیوں نے

حکومت پاکستان کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مردم شماری میں خود کو طے شدہ پروگرام کے مطابق مسلمان درج کرا رہے جس سے پاکستان کے آئین اور حکومت کے اقدامات کی کھلم کھلا توہین ہوتی ہے۔

قرارداد میں حکومت پاکستان پر زور دیا گیا ہے کہ مردم شماری پر نظر ثانی کی جائے اور قادیانیوں کو آئین اور قانون کے مطابق مردم شماری میں غیر مسلم کے طور پر درج کرانے کا اہتمام کیا جائے۔

مجاہدین احرار پاکستان

غیر سیاسی تنظیم ہے

—— مولانا منظور احمد چنیوٹی

مجاہدین احرار پاکستان کے صدر مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ملک کی دیگر دینی تنظیموں کی طرح مجاہدین احرار پاکستان بھی ایک دینی اور غیر سیاسی تنظیم ہے جس کا مقصد منکرین ختم نبوت کی سرگرمیوں کا محاسبہ کرنا اور اس مقصد کے لئے احراری احباب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔ قومی معاملات میں ہم نظام العلماء پاکستان سے وابستہ ہیں اور امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور قائد محترم حضرت مولانا عبید اللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ان کے احکام کی تعمیل کے لئے کمربستہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے مشن کے سلسلہ میں ہم دیگر دینی تنظیموں سے تعاون کریں گے اور ان کے تعاون کا خیر مقدم کریں گے۔

مردم شماری میں ایک گروہ

کی غیر قانونی روش کے خلاف

مولانا منظور احمد چنیوٹی

متلاشیان حق کے لئے
ایک یادگار تحفہ
—— تالیف ——
مولانا محمد یعقوب مظاہری
• نیا طرز تحریر
• نیا اسلوب بیان
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا
بریلوی اور دیوبندی
اختلاف پر ایک لاجواب کتاب
درجنوں کتابوں کا نچوڑ
صدائے حق
قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عقائد کا تجزیہ۔
مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر علماء حق کی ایک صدی پر مشتمل ناقابل فراموش خدمات۔ سینکڑوں یاد رہ جانے والے قیمتی اشعار
بہترین طباعت، صفحات ۲۰۰
قیمت صرف -/۱۵ روپے؛
آج ہی طلب فرمائیں۔
تاجروں کے لئے خاص رعایت
شائع کردہ مکتبہ محمدیہ
بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

کی سرگرمیاں

نظام العلماء پاکستان کے ممتاز راہنما اور مجاہدین احرار پاکستان کے صدر مولانا منظور احمد چنیوٹی نے گذشتہ روز اسلام آباد میں مردم شماری کے کمشنر جناب اختر حسن، وفاقی وزیر امور مذہبی الحاج محمد عباس عباسی اور وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق سے ملاقات کی اور ان سے قادیانیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا

چوہڑکانہ میں معززین شہر

پر پولیس کا تشدد

صوبائی حکومت فوری

طور پر مداخلت کرے

—— مولانا عبداللطیف انور

نظام العلماء پاکستان ضلع شیخوپورہ کے امیر مولانا عبداللطیف انور نے ایک بیان میں صوبائی حکومت پر زور دیا ہے کہ چوہڑکانہ میں گذشتہ دنوں ہونے والی گڑبڑ کے سلسلہ میں فوری مداخلت کی جائے اور معززین شہر پر پولیس تشدد کی تحقیقات کرا کے شہریوں کو مطمئن کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ چند روز قبل چوہڑکانہ میں ایک فرقہ کے جلسہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں انتہائی نازیبا زبان استعمال کی گئی جس سے شہر میں اشتعال پھیل گیا اور فساد کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس پر پولیس کے بعض افسران نے ذاتی دلچسپی کی بنا پر نہ صرف شہریوں پر لاٹھی چارج اور تشدد کیا بلکہ چیئرمین بلدیہ، وائس چیئرمین بلدیہ اور دیگر معززین شہر سمیت سینکڑوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا اور تھانہ میں ان پر تشدد کیا گیا جس کی وجہ سے کئی روز تک شہر کا کاروبار زندگی احتجاجاً معطل رہا اور اشتعال اور کشیدگی کی فضا ابھی تک پائی جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ بلدیہ چوہڑکانہ نے اپنے ایک اجلاس میں متفقہ قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ تشدد کرنے والے پولیس افسران کو معطل کیا جائے، واقعہ کی

باقی صفحہ ۳۹ پر

بقیہ: اداریہ

"اس سلسلہ میں مذہب اور سماج
لڑکیوں کے لیئے بڑی رکاوٹ ہے
لیکن اگر لگن اور محنت سے کام کیا
جائے تو سب رکاوٹیں دُور ہو جاتی
ہیں۔"

ممکن ہے میری سماعت نے دھوکا کھایا ہو لیکن غالباً ایسا نہیں ہے۔ اس لئے وزارت اطلاعات و نشریات کے حکام سے گذارش ہے کہ اس پروگرام کو دوبارہ چیک کریں اور اگر یہ جملہ ایسا ہی ہے جیسے اوپر نقل کیا گیا تو اس کے مفہوم و معنی پر غور فرمائیں اس لیے کہ موجودہ حکومت نے قوم کو ریڈیو اور ٹی وی کا رُخ قبلہ کی طرف موڑنے کی نوید سنائی ہے اور یہ مبینہ جملہ قبلہ سے انحراف اور مذہب سے بغاوت کا سبق دے رہا ہے۔

بقیہ: شہر شہر سے

عدالتی انکوائری کرائی جائے اور ذمہ دار افراد کو قرار واقعی سزا دے کر شہریوں کو مطمئن کیا جائے۔ اس کے علاوہ انجمن آڑھتیاں اور کریانہ مرچنٹس ایسوسی ایشن نے بھی اسی مضمون کی قراردادیں منظور کی ہیں اور میں ان قراردادوں کی تائید کرتے ہوئے گورنر پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ شہر میں کشیدگی کو ختم کرانے کے لئے فوری مداخلت کی جائے اور عدالتی تحقیقات کے احکام صادر کئے جائیں۔

مولانا عبداللطیف انور نے کہا حیرت اور ستم کی بات ہے کہ پولیس افسران اپنی کاروائی پر پردہ ڈالنے کے لئے تشدد کا شکار ہونے والے معزز شہریوں کو "الذوالفقار" نامی دہشت پسند تنظیم کا نمائندہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ یہ سب محب وطن اور معزز شہری ہیں جن کا کسی دہشت پسند اور وطن دشمن تنظیم سے تعلق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بقیہ: امام غزالیؒ

بیٹھے بیٹھے اپنا کفن منگوایا اور اس کو آنکھوں سے لگایا، چوما اور رکھ دیا۔ پھر بلند آواز سے کہا "آقا کا حکم سر آنکھوں پر اور لیٹ گئے۔ دیکھا گیا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ واقعہ دوشنبہ کے دن ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ مطابق ۱۱۱۱ء کو پیش آیا تھا۔

امام صاحبؒ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک لڑکی تھی ست المنی جن کی اولاد کا پتہ آٹھویں صدی ہجری تک چلتا ہے۔ امام صاحب کے انتقال سے علمی دنیا میں بڑا تہلکہ مچ گیا۔ ساری اسلامی دُنیا میں ان کا سوگ منایا گیا۔ شعراء نے رنج و غم کے جذبات کو نظم کیا، سلاطین نے ایک زبردست ماہر تعلیم کی کمی محسوس کی۔ امام صاحبؒ کی عمر کوئی زیادہ نہ تھی۔ صرف پچپن برس دنیا میں گزار سکے ورنہ امام صاحبؒ کے ہاتھوں نہ معلوم دین کی کتنی خدمات انجام پاتیں۔

امام صاحبؒ کے چھوٹے بھائی امام احمد غزالیؒ بھی بڑے جید عالم تھے اور واعظ کی حیثیت سے ان کو اپنے زمانہ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمی و درسی مشاغل کے علاوہ مجاہدات نفس میں بھی کسی بڑے سے بڑے صوفی سے پیچھے نہ تھے۔ ان کے اوقات ریاضت و عبادت میں صرف ہوتے تھے خصوصاً زندگی کے آخری پانچ چھ سال انہوں نے زیادہ سے زیادہ عبادت میں گزارے۔ اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک عبادت کے لئے دوسرا طلبار کی تدریس کے لیے اور تیسرا اہل دل کی تربیت و اصلاح کے لیے۔ پچاس سے زیادہ صوفی اور علماء ان کے زیر تربیت رہتے تھے جنکے لیے انکی خانقاہ میں ہر قسم کے انتظامات تھے۔

اہم اعلان

ایجنسی ہولڈر اور دیگر احباب آئندہ ترجمان اسلام کی رقوم کے ڈرافٹ یا چیک مولانا زاہد الراشدی اور مولانا غلام اکبر صاحب کے نام ارسال کریں کیونکہ اکرام القادری صاحب کو ادارے سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ (ادارہ)

ترجمان اسلام
میں
اشتہار
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (ادارہ)
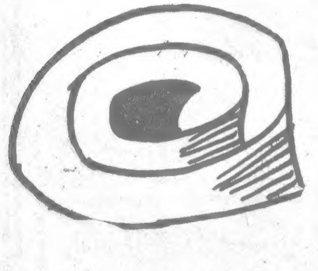
ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے
چیف رپورٹر
جناب راؤ منور احمد خاں
مختلف اضلاع کے تفصیلی دورہ
پر ہیں۔ (ادارہ)